سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین
Islamic Family Magazine
رنگین شمارہ
ماہنامہ
فیضانِ مدینہ
(دعوتِ اسلامی)
اپریل 2024ء / شوّالُ المکرّم 1445ھ
Eid
Mubarak
فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ
عید اُن کی نہیں جنہوں نے رنگ برنگے کپڑے
پہنے، عمدہ ڈشیں کھائیں اور بن ٹھن کر
سیر و تفریح کی بلکہ عید تو اُن کی ہے جنہوں
نے اللہ پاک کی پکڑ سے ڈر کر توبہ کی، نیکی
کی راہ اختیار کی اور گناہوں سے دُور ہوگئے۔

مدنی مذاکرہ
سوال:
تنہائی میں ڈر لگتا ہو تو، کیا کریں؟
جواب:
یَا رَءُوْفُ یَا رَءُوْفُ
پڑھتے رہیں، فائدہ ہوگا
اِنْ شَآءَ اللہ۔

نیک بننے کا وظیفہ
جو تنہا ہزار 1000 بار
یَا اَحَدُ
پڑھے گا اِن شآءَ اللہ
وہ نیک بن جائے گا۔
(مدنی پنج سورہ، ص255)
(نوٹ: وظیفہ کے اوّل آخر ایک ایک بار دُرود شریف پڑھنا ہے۔)

(Jaundice)
یرقان سے حفاظت کا تعویذ
مکمل سورۃ البینہ لکھ کر
تعویذ بنا کر گلے میں پہنا دیجئے
اِنْ شَآءَ اللہُ الْعَزِیْز
یرقان جاتا رہے گا۔

کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے
اللہ پاک کے پیارے پیارے
آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:
جو شخص صبح و شام تین تین مرتبہ یہ پڑھے گا،
تو اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی:
بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ
وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
(ترجمہ: اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی سنتا جانتا ہے۔)
(ترمذی، 251/5، حدیث:3399)
(نوٹ: دعا کے اوّل آخر ایک ایک بار دُرود شریف پڑھنا ہے۔)

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

رنگین شمارہ

ماہنامہ

فَیضَانِ مَدِیْنَہ

(دعوتِ اسلامی)

اپریل 2024ء/ شَوَّالُ المکرّم 1445ھ

جلد: 8 | شمارہ: 04

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی
گرافکس ڈیزائنر	یاور احمد انصاری / شاہد علی حسن عطاری

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر
سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم
اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین وملّت، شاہ
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت
علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

+9221111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923012619734

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

- قیمت — رنگین شمارہ: 200 روپے — سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات — رنگین شمارہ: 3500 روپے — سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبرشپ کارڈ (Membership Card) — رنگین شمارہ: 2400 روپے — سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے — سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ؕ اَمَّا بَعۡدُ ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

صبر اور انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام

(دوسری اور آخری قسط)

مفتی محمد قاسم عطاری*

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ(۱۵۳)﴾

ترجمہ: بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (پ2، البقرۃ:153)

تفسیر

حضرت یوسف علیہ السّلام اور صبر

خدا کے صابر بندوں میں حضرت یوسف علیہ السّلام کا مقام و مرتبہ بھی نہایت بلند ہے۔ آپ کے اپنے بھائیوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ آپ کو کنویں میں ڈالا گیا۔ وہاں سے نکال کر بطورِ غلام منڈی میں فروخت کیا گیا، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہے: ﴿اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ(۹) قَالَ قَآىٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ(۱۰)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ تاکہ تمہارے باپ کا چہرہ تمہاری طرف ہی رہے اور اس کے بعد تم پھر نیک ہو جانا۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: یوسف کو قتل نہ کرو اور اسے کسی تاریک کنویں میں ڈال دو کہ کوئی مسافر اسے اٹھالے جائے گا۔ اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔ (پ12، یوسف:9، 10) پھر زمانہ گزرتے گزرتے بادشاہ کے محل تک پہنچے۔ وہاں آپ کے خلاف سازشیں ہوئیں۔ قید خانے کی صعوبتیں برداشت کیں۔ پھر خدا کے فضل سے سرخروئی ملی اور مصر کی ولایت نصیب ہوئی۔ ولایتِ مصر کے دوران ایک طویل قحط کا سامنا ہوا، بچپن سے لے کر ولایتِ مصر کے زمانے سمیت آزمائشیں ہی آزمائشیں رہیں، لیکن آپ نے اِن تمام مصائب میں صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اور فرمایا: ﴿قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَؕ-یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ٘-وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ(۹۲)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: فرمایا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (پ13، یوسف:92) پھر آپ کے اِسی صبر و احسان کی اللہ تعالیٰ نے یوں شان بیان فرمائی: ﴿وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِۚ-یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُؕ-نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِیْعُ

نوٹ: اس مضمون کی پہلی قسط ماہنامہ فیضانِ مدینہ اگست 2023ء میں شائع ہوئی۔ پہلی قسط اس لنک سے پڑھ سکتے ہیں۔
https://www.dawateislami.net/magazine/ur/tafseer-quran-e-kareem/sabr-aur-ambia

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی
www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ(۵۶)﴾ ترجمہ: اور ایسے ہی ہم نے یوسف کو زمین میں اقتدار عطا فرمایا، اس میں جہاں چاہے رہائش اختیار کرے، ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔(پ13، یوسف:56)

حضرت ایوب علیہ السّلام اور صبر

حضرت ایوب علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و دولت، زمین و جائیداد، مویشی، غلام اور اولاد عطا فرمائی تھی۔ پھر جب آپ علیہ السّلام کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا، تو یہ سب چیزیں واپس لے لی گئیں، چنانچہ آپ کی اولاد مکان گرنے سے دب کر فوت ہو گئی، باندی غلام بھی ختم ہو گئے، تمام جانور، جن میں ہزارہا اونٹ اور ہزارہا بکریاں تھیں، سب مر گئے۔ تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہو گئے، یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اِس طرح کے انتہائی آزمائش کُن حالات میں بھی جب آپ علیہ السّلام کو اُن چیزوں کے ہلاک اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی، تو آپ اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتے اور فرماتے تھے "میرا کیا ہے! جس کا تھا اس نے لیا، جب تک اس نے مجھے دے رکھا تھا، میرے پاس تھا، جب اس نے چاہا لے لیا۔ اس کا شکر ادا ہو ہی نہیں سکتا اور میں اس کی مرضی پر راضی ہوں۔" اس کے بعد آپ علیہ السّلام جسمانی آزمائش میں مبتلا ہو گئے، تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے اور تمام بدن مبارک زخموں سے بھر گیا، لیکن آپ اِس حالت میں بھی صبر اور خدا کا شکر ادا کرتے رہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اِس خوبی کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا: ﴿اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ(۴۴)﴾ ترجمۂ کنزُالعِرفان: بے شک ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا۔ وہ کیا ہی اچھا بندہ ہے، بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔(پ23، ص:44)
اور مصیبتوں اور پریشانیوں میں آپ کے "رجوع الی اللہ" کو یوں بیان کیا گیا: ﴿وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ(۸۳)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور ایوب کو (یاد کرو) جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بیشک مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔
(پ17، الانبیآء:83)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور صبر

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا صبر اور عالی ہمّت ہونا آپ کی سیرت سے عیاں ہے۔ آپ علیہ السّلام نے برسوں تک ایک وعدے کی وجہ سے حضرت شعیب علیہ السّلام کی بکریاں چَرائیں۔ نبوت کا منصب ملنے کے بعد فرعون کے دربار میں جاکر زوردار انداز میں اعلانِ حق کیا، فرعون کی ربوبیت کو رَد کرکے خدا کی ربوبیت و وحدانیت کا پیغام دیا، حالانکہ اُس وقت فرعون کا اِستبداد، ظلم و ستم اور قہر و جبر سب کو معلوم تھا، مگر ایک طویل عرصے تک ایسے خوفناک ماحول میں فرعون کا مقابلہ کرتے رہے، کہ جب وہ اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ آپ کا جانی دشمن بن چکا تھا، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: ﴿وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ(۲۶)﴾ ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور فرعون نے کہا: مجھے چھوڑ دو تاکہ میں موسیٰ کو قتل کردوں اور وہ اپنے رب کو بلالے۔ بیشک مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا یا زمین میں فساد ظاہر کرے گا۔(پ24، المؤمن:26) پھر اُس سے نجات پانے کے بعد اپنی قوم کے ساتھ ہونے والے معاملات جداگانہ طور پر انتہائی صبر آزما تھے، مگر آپ پھر بھی صبر کرتے رہے اور آپ کے صبر کی تعریف خود نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں فرمائی: یرحم اللہ موسی قد اوذی باکثر من ھذا فصبر۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے، کہ وہ اِس سے زیادہ ستائے گئے تھے اور اُنہوں نے صبر کیا تھا۔(بخاری،2/442، حدیث:3405)

نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کتابِ حیات کے اوراق کا سرسری مطالعہ ہی اِس حقیقت کو عیاں کر دیتا ہے کہ آپ کی زندگی کس قدر آزمائشوں اور تکلیفوں سے بھری ہوئی تھی اور اِس حقیقت کے متعلق آپ نے خود واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جتنا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ڈرایا گیا ہوں، اتنا کوئی اور نہیں ڈرایا گیا اور جتنا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستایا گیا ہوں، اتنا کوئی اور نہیں ستایا گیا۔(ترمذی،4/213، حدیث:2480) چنانچہ مکی زندگی کے تکلیف دِہ واقعات کا تسلسل، کفار کی ایذا رسانیاں، جادو، جنون اور کہانت کے طعنے، شعبِ ابی طالب میں تین سال کی محصوری، طائف میں سرداروں اور اَوباشوں کی دی گئی تکالیف، ماننے والوں کو ستایا جانا، حالتِ سجدہ میں آپ پر مَعاذَ اللہ اوجھڑی کا رکھا جانا، اہلِ ایمان کا مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور ہو جانا، خود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ہجرت کرنا، پھر بعدِ ہجرت کفار کی طرف سے مسلسل جنگیں اور منافقین کی سازشوں کا مقابلہ کرنا، الغرض آپ کی حیاتِ طیبہ صبر، ہمت، عزم اور حوصلے کی عظیم ترین نشانی ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی اِس صابرانہ شان کا راز یوں واضح فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ اُولُوا الْعَزم رسولوں سے یہ پسند فرماتا ہے کہ وہ دنیا کی تکلیفوں پر اور دنیا کی پسندیدہ چیزوں سے صبر کریں، پھر مجھے بھی انہی چیزوں کا مکلَّف بنانا پسند کیا، جن کا اُنہیں مکلَّف بنایا، تو ارشاد فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ ترجمہ: تو (اے حبیب!) تم صبر کرو جیسے ہمّت والے رسولوں نے صبر کیا۔(پ26، الاحقاف:35) اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے لیے اس کی فرمانبرداری ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے لیے اس کی فرمانبرداری ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ضرور صبر کروں گا جس طرح اُولُوا الْعَزم رسولوں نے صبر کیا اور قوت تو اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔

(اخلاق النبی وآدابہ لابی الشیخ اصبہانی، ص154، حدیث:806)

اور انسانوں کی آبادکاری کے بعد اللہ تعالیٰ نے اِصلاحِ اُمَّت اور تزکیۂ نفوسِ انسانیت کا سلسلہ شروع فرمایا اور اِس عظیم مقصد کے لیے انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کو مبعوث فرمایا جانے لگا۔ اُن کی بِعثت کا اَوَّلین اور بنیادی مقصد یہی ہوا کرتا تھا کہ وہ خدا کے بندوں کو معبودانِ باطل کی پرستش سے ہٹا کر خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھکنے کی تلقین کریں، چنانچہ اِس سلسلۂ تبلیغ کے دوران آنے والے مصیبتوں کے پہاڑ اور قدم قدم پر مشکلات کے مقابلے میں حلم وبردباری، صبر و تحمل اور مخالفین سے عفو ودرگزر کا معاملہ کرنا، اُن خاصانِ بارگاہِ الٰہیہ کا خاص وصف رہا ہے، چنانچہ حضرت سیدنا نوح علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے طویل عرصے تک دعوتِ اسلام پیش کرنے کے باوجود اکثر قوم کا ایمان نہ لانا، حضرت سیدنا ابراہیم علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا آگ میں ڈالا جانا، اپنے حقیقی بیٹے کو قربانی کے لیے پیش کر دینا اور پھر عراق سے فلسطین تک اپنی اہلیہ اور بھتیجے کے ساتھ سینکڑوں کلومیٹر کی ہجرت کرنا، حضرت سیدنا ایُّوب علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا مختلف مصیبتوں کا سامنا کرنا، ان کی اولاد اور اموال کا ختم ہو جانا، حضرت سیدنا موسیٰ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا مختلف آزمائشوں میں مبتلا رہنا اور پھر مصر اور مَدْیَن کی طرف ہجرت کرنا، حضرت عیسیٰ علٰی نَبِیِّنَا وعلیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا ستایا جانا اور بہت سارے انبیائے کرام علٰی نَبِیِّنَا وعلیہم الصّلوٰۃُ والسّلام کا شہید کیا جانا، یہ سب آزمائشوں اور صبر ہی کی لازوال اور تابندہ مثالیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان وعافیت کی زندگی عطا فرمائے اور اگر کوئی مشکل آئے تو صبر کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

لو مدینے کا پھول لایا ہوں میں حدیثِ رسول لایا ہوں
(از امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ)

مرد و عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی*

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو بطور مسلمان پہچان عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنے لباس وغیرہ میں غیر مسلموں کا انداز اختیار نہ کرے، پھر مسلمان مَردوں اور عورتوں کو الگ الگ شناخت دی، مَردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع کیا گیا۔ مرد و عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا چھوٹا جُرم نہیں! اس جُرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے حدیثِ رسول میں کیا الفاظ استعمال کئے گئے، خود ہی پڑھ لیجئے چنانچہ

وہ ہم میں سے نہیں رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ
وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ

یعنی جو عورت مَردوں کی اور جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کرے وہ ہم سے نہیں۔[1]

شرحِ حدیث کسی کی سی صورت بنانا تشبہ ہے اور کسی کی سی سیرت اختیار کرنا تخلق ہے۔[2]

"وہ ہم میں سے نہیں" سے مراد حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سیرت پر عمل پیرا نہیں، ہماری دی ہوئی ہدایت پر گامزن نہیں اور ہمارے اخلاق سے آراستہ نہیں۔[3]

حکیمُ الْاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ "لَيْسَ مِنَّا" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ہماری جماعت سے یا ہمارے طریقہ والوں سے یا ہمارے پیاروں سے نہیں یا ہم اُس سے بیزار ہیں وہ ہمارے مقبول لوگوں میں سے نہیں، یہ مطلب نہیں کہ وہ ہماری اُمت یا ہماری ملت سے نہیں کیونکہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا، ہاں! جو حضرات انبیائے کرام (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) کی توہین کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔[4]

مَردوں اور عورتوں کی باہم مشابہت کی حرمت مردوں اور عورتوں کی ایک دوسرے سے مشابہت کی حرمت کا دیگر احادیث، شروحات اور فتاویٰ میں بھی بکثرت بیان ہے، چنانچہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چار قسم کے افراد کے بارے میں فرمایا کہ وہ صبح شام اللہ پاک کی ناراضی اور اس کے غضب میں ہوتے ہیں۔ اُن میں عورتوں سے مُشابہت اختیار کرنے والے مرد اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کا بھی ذکر فرمایا۔[5]

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: "مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت وبدن میں۔"[6]

* استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

مراٰۃ المناجیح میں ہے: ”مرد کا عورتوں کی طرح لباس پہننا، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا، عورتوں کی طرح بولنا، ان کی حرکات و سکنات اختیار کرنا سب حرام ہے کہ اس میں عورتوں سے تشبیہ ہے، اس پر لعنت کی گئی بلکہ داڑھی مونچھ منڈانا حرام ہے کہ اس میں بھی عورتوں سے مشابہت اور عورتوں کے سے لمبے بال رکھنا، ان میں مانگ چوٹی کرنا حرام ہے کہ ان سب میں عورتوں سے مشابہت ہے، عورتوں کی طرح تالیاں بجانا، مٹکنا، کولھے ہلانا سب حرام ہے، اسی وجہ سے۔“(7)

بالوں میں مشابہت امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سینہ تک بال رکھنا شرعاً مرد کو حرام، اور عورتوں سے تَشَبُّہ اور بحکمِ احادیثِ صحیحہ کثیرہ معاذَ اللہ باعثِ لعنت ہے۔(8) (نیز مَرد کو) شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے۔ مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔(9)

اسی طرح مَرد کا اپنے بالوں پر ہیئر بینڈ (Hairband) لگانا بھی عورتوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ناجائز و حرام ہے۔(10)

(عورت کو) کندھوں سے اوپر بال کٹوانا ناجائز و حرام ہے کہ یہ مَردوں سے مشابہت ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: عورت کو اپنے سَر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو ملعونہ کہ مَردوں سے تشبہ ہے۔(11)

عورتوں کو اپنے سر کے بال اس قدر چھوٹے کروانا کہ جس سے مَردوں سے مشابہت ہو ناجائز و حرام ہے اسی طرح فاسقہ عورتوں کی طرح بطورِ فیشن بال کٹوانا بھی منع ہے، ہاں بال بہت لمبے ہو جانے کی صورت میں اس قدر کاٹ لینا کہ جس سے مَردوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو، جس طرح عموماً کنارے کاٹ کر برابر کئے جاتے ہیں یہ جائز ہے۔(12)

جوتوں میں مشابہت عورت کے لئے مردانہ جوتا جو تا جو مَردوں کے لئے ہی مخصوص ہو، پہننا یونہی مَردوں کے لئے زنانہ جوتا جو عورتوں کے لئے مخصوص ہو، پہننا جائز نہیں ہے، احادیث مبارکہ میں اس طرح کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔(13)

چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو مردانہ جوتا پہنتی تھی، اس پر حدیث روایت فرمائی کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔(14)

اس کے تحت مراٰۃ المناجیح میں ہے: معلوم ہوا کہ مَردوں عورتوں کے جوتوں میں بھی فرق چاہئے، صورت، لباس، جوتا، وضع قطع سب میں ہی عورت مردوں سے ممتاز رہے۔(15)

زینت و زیور میں مشابہت فتاویٰ رضویہ میں ہے: عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ ہے۔ حدیث میں ہے: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم يَكْرَهُ تَعَطُّرَ النِّسَاءِ وَتَشَبُّهَهُنَّ بِالرِّجَالِ حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم عورتوں کے تعطر (یعنی بے زیور رہنے) کو اور مردوں سے مشابہت کرنے کو ناپسند فرماتے۔(16)

عورت کو چاندی کی مردانہ وضع کی انگوٹھی پہننا بھی جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہی ہے: چاندی کی مردانی انگوٹھی(17) عورت کو نہ چاہئے اور پہنے، تو زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔ شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنی مکروہ ہے اور اس کا لحاظ اس حد تک ہے کہ عورتوں کو چاندی کی انگوٹھی پہننی مکروہ ہے، اگر کبھی اتفاقاً پہننی پڑے، تو اسے زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔(18)

مَردوں کے لیے عورتوں کی طرح ہونٹوں پر لپ اسٹک لگانا گناہ کا کام ہے کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور مردوں کا عورتوں کی یا عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔(19)

کپڑوں میں مشابہت عورت کو پینٹ شرٹ پہننے کی قطعاً اجازت نہیں، چاہے پینٹ جسم سے چپکی ہوئی ہو یا کھلی ہو، اس

کی ممانعت کئی وجوہ سے ہے جن میں سے ایک یہ کہ مردوں کی مشابہت ہے اور مردوں سے مشابہت ممنوع ہے[20] نیز عورت کا اپنے کمرے میں شوہر کو دکھانے کے لئے شوہر کے کپڑے پہننا بھی مردوں سے مشابہت میں داخل ہے اور یہ بھی جائز نہیں۔[21]

دیگر مشابہتیں مرد خواہ محرم ہو یا غیر محرم اُسے زنانہ کپڑے، جوتے یا کوئی اور زنانہ چیز اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔ اسی طرح عمر کے جس حصے میں استعمال کیا جائے گا تو تشبہ پایا جائے گا لہٰذا بوڑھا کرے یا جوان ہر دو صورت میں ناجائز ہے حتی کہ اگر چھوٹے بچے کو والدین وغیرہ پہنائیں گے تو یہ پہنانے والے گنہگار ہوں گے۔[22]

ان کے علاوہ بھی کئی ایسے معاملات ہیں جن میں مرد و عورت کی ایک دوسرے سے مشابہت کا اندیشہ ہے چنانچہ اس بارے میں شرعی راہنمائی کے لئے دارالافتاء اہلِ سنّت سے رجوع فرمالیجئے۔

---

(1)مسند احمد،11/461،حدیث:6875 (2)مراٰۃ المناجیح، 6/109، 110 (3)شرح ابی داؤد للعینی،5/385،تحت الحدیث:1439(4)مراٰۃ المناجیح،6/560 (5)دیکھئے:شعب الایمان،4/356،حدیث:5385(6)فتاویٰ رضویہ،22/664 (7)مراٰۃ المناجیح،6/152(8)فتاویٰ ضویہ،6/610(9)فتاویٰ ضویہ،21/600 (10)ماہنامہ فیضانِ مدینہ، شمارہ:جولائی2023،ص11(11)فتاویٰ رضویہ،24/543 (12)ماہنامہ فیضانِ مدینہ، شمارہ: فروری 2017، ص48(13)ویب سائٹ دارالافتاء اہل سنت، فتویٰ نمبر:Web-569(14)ابو داؤد،4/84،حدیث:4099(15)مراٰۃ المناجیح،6/176(16)فتاویٰ رضویہ،22/127(17)مرد کو چاندی کی مردانہ وضع والی ایک انگوٹھی جس کا وزن ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اور نگینے والی ہو اور نگینہ بھی ایک ہی لگا ہو پہننے کی شریعت میں اجازت ہے۔(ویب سائٹ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فتویٰ نمبر:45)(18)فتاویٰ رضویہ،24/544(19)ویب سائٹ دارالافتاء اہلِ سنت، فتویٰ نمبر:Web-890(20)ویب سائٹ دارالافتاء اہلِ سنت، فتویٰ نمبر:10(21)ویب سائٹ دارالافتاء اہلِ سنت، فتویٰ نمبر:Web-701(22)ویب سائٹ دارالافتاء اہل سنت، فتویٰ نمبر:41۔

حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بہت ہی پیارے فرامین اور ان کی اصلاحی، فکری، تربیتی شرح پڑھنے کے لئے آج ہی مکتبۃُ المدینہ سے یہ دو کتابیں حاصل کریں یا ان QR-Code کو اسکین کرکے فری میں ڈاؤن لوڈ کریں۔
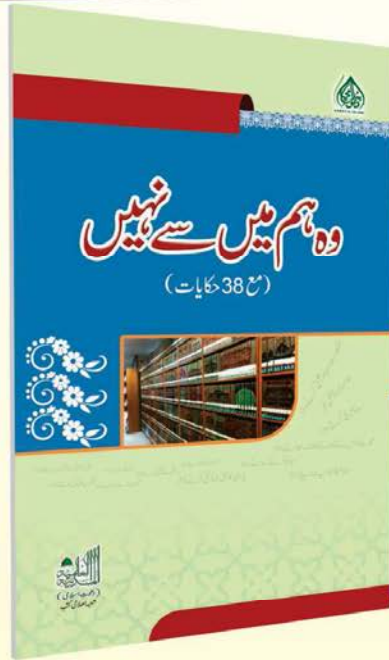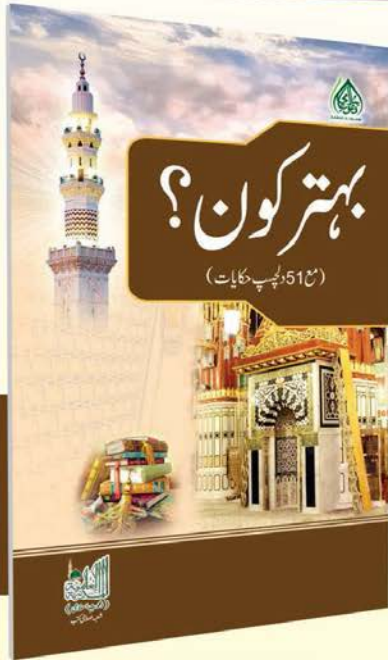
(تیسری اور آخری قسط)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وفود کے ساتھ انداز

مولانا شہروز علی عطاری مدنی*

گذشتہ سے پیوستہ

زادِ راہ عطا فرمانا چار سو گھُڑ سواروں پر مشتمل مزینہ کا ایک وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور شرفِ اسلام سے بہرہ ور ہوا۔ جب یہ قافلہ فیضِ نبوی سے مستفیض ہو کر جانے لگا تو امیرِ قافلہ حضرت نعمان بن مُقرِّن رضی اللہ عنہ نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے درخواست کی کہ ہمیں زادِ راہ عطا فرمایئے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ انہیں زادِ راہ دو۔ انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میرے پاس کھجوروں کی تھوڑی ہی مقدار ہے جو چار سو آدمیوں کے لئے کافی نہیں ہوگی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جاؤ اور یہی کھجور ان میں تقسیم کر دو۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ لے کر اپنے گھر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں اونٹ کے برابر کھجوروں کا ڈھیر پڑا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھجوریں تقسیم کرنی شروع کیں تو سب نے اپنا اپنا حصہ حاصل کیا۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ کھجوروں کا ڈھیر اسی طرح موجود تھا، جیسے تقسیم سے پہلے تھا اور اس میں کوئی کمی نہیں آئی۔(1)

مباہلہ کی دعوت دینا رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اہلِ نجران کی طرف خط روانہ فرمایا جس میں آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ جب یہ پیغام انہیں پہنچا تو شہر کے پادریوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آپ کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا جائے تاکہ وہ ان کے حق پر ہونے یا نہ ہونے کی تصدیق کریں۔ اس کام کے لئے انہوں نے ساٹھ افراد پر مشتمل وفد مدینہ شریف بھیجا۔ ان لوگوں کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمے لگا دیئے گئے، انہوں نے وہیں قیام کیا۔ اس دوران حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم انہیں حق کی طرف بلاتے رہے اور ان کے طرح طرح کے سوالوں کے جوابات دیتے رہے لیکن ان لوگوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ ایک دن آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم تو پہلے سے مسلمان ہیں۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ تم لوگ صلیب کے پجاری ہو اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہو حالانکہ ان کی حالت اللہ کے نزدیک آدم علیہ السّلام جیسی تھی اور وہ بھی ان کی طرح مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ پھر وہ خدا کس طرح ہو گئے۔ اہلِ وفد نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کوئی بات نہ مانی اور برابر بحث کرتے رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ۫-ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ(۶۱)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ
شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ، کراچی

علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مُباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ [2]

چنانچہ اتمامِ حجت کے طور پر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہُ عنہا، حضرت علی رضی اللہُ عنہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہُ عنہما کو ساتھ لے کر عیسائیوں سے مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ عیسائیوں کو مباہلہ کرنے کی ہمت نہ پڑی کیوں کہ ان میں سے بعض لوگوں نے رائے دی کہ اگر یہ واقعی نبی ہیں تو ہم لوگ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہم نہ مباہلہ کرتے ہیں اور نہ اسلام قبول کرتے ہیں البتہ ہمیں جزیہ دینا منظور ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ایک دیانت دار آدمی کو بھیج دیں، جو رقم آپ مقرر کریں گے وہ ہم اسے دے دیا کریں گے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی بات مان لی اور فریقین کے مابین اسی کے مطابق معاہدہ طے پا گیا۔ [3]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور جنات کا وفد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا: تم میں سے کون ہے جو آج رات میرے ساتھ جنّات کے وفد کے پاس جائے گا؟ یہ جملہ تین بار دہرایا لیکن حاضرین خاموش رہے پھر آپ خود ہی مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ ہم بہت دور تک چلتے رہے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے سارے پہاڑ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ ہم نے طویل شخص دیکھے گویا کہ وہ نیزے ہوں، انہوں نے لنگوٹ پہنی ہوئی تھی۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھ پر شدید لرزہ طاری ہو گیا۔ یہاں تک کہ خوف کی وجہ سے میری ٹانگوں پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی۔ جب ہم ان کے قریب گئے تو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے لئے اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے دائرہ کھینچا، آپ نے فرمایا: اس دائرے کے درمیان بیٹھ جاؤ۔ میرا سارا خوف و تردد ختم ہو گیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آگے تشریف لے گئے اور طلوعِ فجر تک قراءت کرتے رہے پھر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: میرے ساتھ آجاؤ۔ پھر میں آپ کے ساتھ چلنے لگا، ہم کچھ دور ہی گئے تھے کہ آپ نے فرمایا: دیکھو کیا تمہیں ان میں سے کوئی نظر آرہا ہے؟ کہا: میں بہت زیادہ سیاہی دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے زمین سے گوبر اور ہڈی اٹھائی اور ان کی طرف پھینک کر فرمایا: انہوں نے مجھ سے زادِ راہ کا سوال کیا تھا، میں نے انہیں کہا: تمہارا زادِ راہ ہڈی اور گوبر ہے۔ [4]

جانوروں کے وفد پر رحم فرمانا رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک مرتبہ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد صحابۂ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے، اتنے میں دیکھا کہ تقریباً سو بھیڑیوں کا وفد حاضرِ دربار ہے، حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: بھیڑیوں کے یہ نمائندے تمہارے پاس آئے ہیں، یہ کہہ رہے ہیں کہ تم ان کے لئے اپنا فالتو کھانا مختص کر دو، اس کے بدلے تمہارے جانور محفوظ رہیں گے۔ بھیڑیوں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنی یہ حاجت پیش کی تھی جسے آپ نے پوری فرمادی، اس کے بعد بھیڑیے باہر نکلے اور آواز نکالنے لگے۔ (گویا شکریہ ادا کر رہے ہوں) [5]

یہ اللہ پاک کے آخری رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا آنے والے وفود کے ساتھ انداز تھا۔ یہی وہ پیارا انداز تھا جس کی وجہ سے مختلف قبائل جوق در جوق اسلام کے دامن میں آنے لگے۔ آنے والے قبائل آپ کے انداز اور تبلیغ سے اس قدر متأثر ہوتے کہ نہ صرف خود مسلمان ہوتے بلکہ اپنے قبیلے جا کر نیکی کی دعوت کی دھومیں بھی مچاتے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مختلف طرزِ عمل کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) زرقانی علی المواہب، 5/179 (2) پ3، اٰلِ عمرٰن: 61 (3) سبل الہدیٰ و الرشاد، 6/415تا420 ملتقطاً (4) معجم کبیر للطبرانی، 1/125، حدیث: 251، سبل الہدیٰ و الرشاد، 6/434 (5) دارمی، 1/25، حدیث: 22، سبل الہدیٰ و الرشاد، 6/440۔

دیہات والوں کے سوالات اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جوابات (قسط:5)

مولانا عدنان چشتی عطّاری مَدَنی*

ہمارے پیارے نبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرب شریف کے گاؤں دیہات میں رہنے والے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان جو سوالات کیا کرتے تھے، ان میں سے 15 سوالات اور ان کے جوابات چار قسطوں میں بیان کئے جاچکے، یہاں مزید4 سوالات اور پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں:

کیا جنتیوں کا لباس بُنا جائے گا؟ حضرت حنان بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا: اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِی یعنی کیا میں تمہیں ایسی حدیث نہ سناؤں جسے میرے کانوں نے سنا، میرے دل نے اسے محفوظ کیا، لَمْ اَنْسَهُ بَعْدُ (اسے سننے کے بعد) میں اسے نہیں بھولا؟ میں ایک مرتبہ عبیدُ اللہ بن حَیدَہ کے ساتھ مُلکِ شام کے راستے پر نکلا۔ ہم حضرت عبدُ اللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہُ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ایک حدیث سنائی، اور کہا: تم دونوں کی قوم سے ایک سخت طبیعت دیہاتی آیا اور کہنے لگا: يَا رَسُوْلَ اللهِ اَيْنَ الْهِجْرَةُ یارسولَ اللہ! ہجرت کس طرف کی جائے؟ اِلَيْكَ حَيْثُمَا كُنْتَ جہاں آپ ہوں؟ یا کسی معین زمین کی طرف یا کسی خاص قوم کی جانب، (یہ بتایئے) جب آپ وصال فرماجائیں تو ہجرت ختم ہو جائے گی؟ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْهِجْرَةِ ہجرت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میں یہاں ہوں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِذَا اَقَمْتَ الصَّلَاةَ وَ آتَيْتَ الزَّكَاةَ فَاَنْتَ مُهَاجِرٌ وَاِنْ مُتَّ بِالْحَضْرَمَةِ یعنی جب تم نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو تو تم مہاجر ہو چاہے تمہیں موت (یمامہ کے علاقے) حضرمہ میں ہی کیوں نہ آئے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے: اَنْ تَهْجُرَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ یعنی ہجرت یہ ہے کہ تم ظاہر اور چھپی ہر بے حیائی سے دُور رہو۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہوا اور بولا: یارسولَ اللہ! یہ بتایئے کہ جنتیوں کے لباس بُنے جائیں گے یا جنت کے پھل چیر کر نکالے جائیں گے؟ لوگوں کو اس کے سوال پر تعجب ہوا، کچھ لوگ اس پر ہنس پڑے تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟ مِنْ جَاهِلٍ يَسْاَلُ عَالِمًا؟ تم کیوں ہنس رہے ہو؟ اس پر کہ ایک نہ جاننے والے نے جاننے والے سے سوال کیا ہے؟ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جنتیوں کے لباس کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میں (یہاں ہوں)۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا بَلْ تُشَقَّقُ عَنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ (بُنے نہیں جائیں گے) بلکہ وہ جنت کے پھلوں میں سے نکلیں گے۔ یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی۔[1]

کیا عمرہ کرنا واجب ہے؟ حضرت جابر بن عبدُ اللہ رضی اللہُ عنہما نے فرمایا: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ایک دیہات کا رہنے والا آدمی آیا اور سوال کیا: يَا رَسُوْلَ اللهِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْعُمْرَةِ

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث المدینۃ العلمیہ، کراچی

اَوَاجِبَةٌ هِيَ؟ یعنی یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے عمرہ کے بارے میں بتائیے کہ کیا یہ واجب ہے؟ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا یعنی واجب نہیں وَاَنْ تَعْتَمِرَ خَيْرٌ لَكَ یعنی اگر تو عمرہ کرے تو تیرے لئے بھلائی ہے۔[2]

میرے لئے کیا ہے؟ حضرت مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں: کہ دیہات کا رہنے والا ایک آدمی نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: يَا نَبِيَّ اللهِ! عَلِّمْنِي كَلَامًا اَقُولُهُ یعنی اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے جو میں پڑھ لیا کروں، رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یوں کہا کرو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ ہر عیب سے پاک ہے جو سارے جہان والوں کا مالک ہے، نیکی کرنے کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ جو غالب حکمت والا ہے۔ اُس دیہات والے آدمی نے سوال کیا: هٰؤُلَاءِ لِرَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَمَا لِي؟ یعنی ان تمام کلمات کا تعلق تو میرے رب سے ہے، میرے لئے کیا ہے؟ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تم یوں کہہ لیا کرو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي یعنی اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔[3]

سب سے بہترین آدمی کون ہے؟ حضرت عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں دیہات کے رہنے والے دو آدمی حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ! اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! لوگوں میں بہتر کون ہے؟ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ یعنی جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو۔ دوسرے اَعرابی نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ، فَمُرْنِي بِاَمْرٍ اَتَشَبَّثُ بِهِ یعنی اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں، مجھے کوئی ایسا حکم دیجئے کہ جسے میں مضبوطی سے تھام لوں، رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ یعنی تمہاری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔[4]

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے پوچھا: اَيُّ النَّاسِ شَرٌّ یعنی لوگوں میں سب سے برا کون ہے؟ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ یعنی سب سے بُرا وہ ہے کہ جس کی عمر لمبی اور عمل بُرا ہو۔[5]

شرح حضرت علّامہ محمد بن عَلّان شَافِعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اپنی لمبی عمر میں انسان وہ کام کرے جو اُسے اللہ کریم کے قریب کرنے والے اور اس کی رِضا تک پہنچانے والے ہوں اور عمل کے اچھا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل کو تمام شرائط و اَرکان کے ساتھ مکمل طور پر ادا کرے۔[6]

حضرت امام شرفُ الدین طِیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو کیونکہ انسان کی مثال اِس دنیا میں نیک اَعمال کے ساتھ اُس تاجر کی سی ہے جو سامانِ تجارت کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے تاکہ تجارت کر کے منافع کمائے اور اپنے وطن سلامتی کے ساتھ اور خوب نفع کما کر لوٹے تو وہ بھلائی کو پالیتا ہے۔ اسی طرح انسان کی عمر اس کا سرمایہ ہے، اس کی سانسیں اور اَعضاء و جَوارِح کا کام کرنا اس کا نقد ہے اور نیک اعمال اس کا منافع ہیں، پس جتنا اس کا سرمایہ یعنی عمر زیادہ ہوگی، نفع یعنی نیک اَعمال بھی اتنے زیادہ ہوں گے اور آخرت اس کا وطن ہے۔ پس جب وہ اپنے وطن لوٹے گا تو اپنے منافع یعنی نیک اعمال کا پورا پورا ثواب پائے گا۔[7]

---

(1) مسند احمد، 11/489، حدیث:6890-11/665، حدیث:7095 (2) مسند احمد، 22/290، حدیث:14396 (3) مسند احمد، 3/162، حدیث:1611 (4) مسند احمد، 29/240، حدیث:17698 (5) ترمذی، 4/148، حدیث:2337 (6) دلیل الفالحین، 1/326، تحت الحدیث:108 (7) شرح الطیبی، 4/406، تحت الحدیث: 2270

مولانا ابو عبید عطّاری مَدَنی*

حضرت سیّدنا شعیب علیہ السّلام

(چوتھی اور آخری قسط)

حضرت موسیٰ حضرت شعیب کے گھر میں تشریف لائے

حضرت شعیب علیہ السّلام ضعیف ہو چکے تھے لہٰذا آپ کی بیٹیاں بکریوں کو چَرانے خود جایا کرتی تھیں اور واپسی میں ایک کنویں کے پاس آتیں، کنویں کے پاس جب تک مرد رہتے قریب نہ جاتیں، وہ لوگ کنویں سے پانی نکالتے پھر ایک حوض میں ڈالتے اور جانوروں کو پلا دیتے تھے، جب وہ لوگ چلے جاتے تو حضرت شعیب علیہ السّلام کی بیٹیاں آگے بڑھتیں، چونکہ ان میں کنویں سے پانی کھینچنے کی طاقت نہ تھی لہٰذا اپنی بکریوں کو حوض کا بچا کُھچا پانی پلا دیتی تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السّلام جب مصر سے مدین تشریف لائے تو کنویں کے قریب ان دونوں کو الگ تھلگ کھڑے دیکھا، وجہ پوچھنے پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے قریب ہی ایک دوسرے کنویں سے بہت بھاری پتھر ہٹایا اور اس میں سے پانی نکال کر ان دونوں کی بکریوں کو سیراب کر دیا جب یہ دونوں جلدی گھر پہنچیں اور حضرت شعیب نے جلدی آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے ساری بات بتادی، آپ علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو گھر لانے کا ارشاد فرمایا چنانچہ ایک بیٹی صاحبہ گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو گھر لے آئیں۔[1]

حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے حضرت شعیب کے ساتھ کھانا کھایا

حضرت موسیٰ علیہ السّلام ابھی تک منصبِ نبوت و رسالت سے سر فراز نہ ہوئے تھے، جب حضرت شعیب علیہ السّلام کے پاس پہنچے تو کھانا حاضر تھا، حضرت شعیب نے کہا: بیٹھئے کھانا کھایئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ان کی یہ بات منظور نہ کی اور کہا: میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے کہا: کھانا نہ کھانے کی کیا وجہ ہے، کیا آپ کو بھوک نہیں ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ کھانا میرے اُس عمل کا بدلہ نہ ہو جائے جو میں نے آپ کے جانوروں کو پانی پلا کر انجام دیا ہے، کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ نیک عمل پر بدلہ لینا قبول نہیں کرتے۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے کہا: اے جوان! ایسا نہیں ہے، یہ کھانا آپ کے عمل کے بدلے میں نہیں بلکہ میری اور میرے آباء واَجداد کی عادت ہے کہ ہم مہمان نوازی کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت موسیٰ علیہ السّلام بیٹھ گئے اور حضرت شعیب کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔[2]

حضرت شعیب علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اپنے یہاں ٹھہرا لیا

حضرت شعیب علیہ السّلام کو ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو بکریوں کی صحیح دیکھ بھال کر سکے، لیکن آپ کا دل کسی سے مطمئن نہیں ہوتا تھا، جب آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دیکھا اور اپنی بیٹیوں سے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

امانت دار اور طاقت وَر بھی ہیں،[3] تو آپ نے حضرت موسیٰ سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ اس مہر پر تمہارا نکاح کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ اضافہ تمہاری طرف سے مہربانی ہوگی اور تم پر واجب نہ ہوگا اور میں تم پر کوئی اضافی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عنقریب تم مجھے نیکوں میں سے پاؤ گے تو میری طرف سے معاملے میں اچھائی اور عہد کو پورا کرنا ہی ہوگا۔[4]

حضرت شعیب علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو عصا مبارک دیا جب معاہدہ ہو گیا تو آپ نے اپنی بیٹی سے فرمایا: ایک عصا لے آؤ، تاکہ میں انہیں دے دوں کہ اس سے کاموں میں مدد رہے گی، بیٹی صاحبہ ایک عصا لے آئیں، یہ عصا وہی تھا جو حضرت آدم علیہ السّلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے اور اب حضرت شعیب علیہ السّلام کے پاس امانتاً رکھا ہوا تھا، آپ نے وہ بابرکت عصا واپس لوٹا دیا اور حکم دیا: دوسرا لے آؤ، بیٹی صاحبہ اندر گئیں اور جس دوسرے عصا کو اٹھاتیں تو وہ ہاتھ سے گر جاتا، آخر کار وہی جنتی عصا لے کر والد صاحب حضرت شعیب کے پاس گئیں، حضرت شعیب نے پھر لوٹا دیا، ایسا کئی بار ہوا اور آخر کار حضرت شعیب نے وہی عصا حضرت موسیٰ کو دے دیا۔[5]

عصا اچھل کر حضرت موسیٰ کے پاس آجاتا ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: حضرت شعیب علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کہا: اندر جائیے اور کوئی سا ایک عصا لے لیجئے تاکہ اس سے درندوں کو دور بھگا سکیں اور بکریوں کے کھانے کے لئے درختوں سے پتے جھاڑ سکیں، حضرت موسیٰ اندر گئے اور ایک عصا لیا اور باہر آگئے، حضرت شعیب نے عصا دیکھا تو کہا: اسے واپس رکھ دیجئے اور دوسرا اٹھا لیجئے، حضرت موسیٰ اندر تشریف لے گئے اور اسے رکھ دیا اور دوسرا اٹھانے آگے بڑھے تو وہی عصا اچھل کر آپ کے ہاتھ میں آگیا، آپ نے بار بار اسے رکھا اور دوسرے کو اٹھانا چاہا مگر ہر بار وہ اچھل کر آپ کے ہاتھ میں آجاتا، آخر کار وہی عصا لے کر باہر تشریف لائے، حضرت شعیب نے وہی عصا ہاتھ میں دیکھا تو کہا: کیا میں نے دوسرا عصا لینے کا نہیں کہا تھا؟ حضرت موسیٰ نے سارا ماجرہ بیان کر دیا کہ یہ عصا اچھل کر میرے ہاتھ میں آجاتا ہے، ساری بات سُن کر حضرت شعیب علیہ السّلام سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ بڑی شان والے ہیں اور اللہ بھی یہی چاہتا ہے کہ یہ عصا حضرت موسیٰ کے پاس رہے، لہٰذا آپ نے وہ عصا حضرت موسیٰ کو دے دیا۔[6]

حضرت شعیب کی حضرت موسیٰ کو نصیحت پھر آپ نے حضرت موسیٰ سے کہا: یہ عصا جنتی ہے، یہ حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت شیث علیہ السّلام پھر حضرت نوح علیہ السّلام، حضرت ھود علیہ السّلام، حضرت صالح علیہ السّلام، حضرت ابراہیم علیہ السّلام، حضرت اسماعیل علیہ السّلام، حضرت اسحٰق علیہ السّلام اور پھر حضرت یعقوب علیہ السّلام تک پہنچا ہے، آپ اسے ہر گز اپنے سے جدا نہ کرنا۔[7]

حضرت موسیٰ نے سانپ کو قتل کر دیا پھر حضرت شعیب علیہ السّلام نے کہا: میری قوم میں حاسدین ہیں، جب وہ دیکھیں گے کہ آپ نے میری بکریوں کی دیکھ بھال کر کے مجھے بے نیاز کر دیا ہے تو وہ آپ کے معاملے میں مجھ سے حسد کریں گے (اور بہانے سے) آپ کو فلاں وادی کی طرف بھیج دیں گے کہ وہاں اچھی چراگاہ ہے، اگر وہ آپ کو وہاں بھیجیں تو مت جایئے گا کہ وہاں ایک بہت بڑا سانپ ہے جو بکریوں کو کھا جائے گا، مجھے ڈر ہے کہ آپ کو اور میری بکریوں کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ چالیس دن گزر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے سوچا: اس سانپ کو قتل کرنا تو بہت اچھا کام ہے، پھر بکریوں کو لے کر اسی وادی کی طرف چلے گئے قریب پہنچے تو وہی سانپ بکریوں کی طرف لپکا، حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اسے قتل کر دیا پھر واپس آکر حضرت شعیب علیہ السّلام کو خبر دی تو وہ بے حد خوش ہوئے، شہر والوں کو معلوم ہوا تو وہ بھی بہت خوش ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بہت عزت کرنے لگے اس طرح حضرت موسیٰ حضرت شعیب کے پاس بکریوں کو چَرانے اور پانی پلانے کا کام کرتے رہے یہاں

تک کہ معاہدے کی مدت پوری ہوگئی اور بکریوں کی تعداد 400 تک پہنچ گئی۔[8]

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی حضرت شعیب کے پاس سے واپسی حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے جب حضرت شعیب علیہ السّلام سے جدا ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی زوجہ سے فرمایا: آپ اپنے والد صاحب سے کچھ بکریاں مانگ لیجئے تاکہ (راستے میں) خوراک آسانی سے مل جائے،[9] حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ سے کہا: اے موسیٰ! میرا مال اللہ کی طرف سے ہے جس پر آپ چاہیں ہاتھ رکھ دیں، حضرت موسیٰ نے کہا: تھوڑا سا مال مجھے پسند ہے جس کے سہارے اپنی زندگی کے ایام گزار دوں، پھر آپ نے ایک جانور اپنی زوجہ کی سواری کیلئے لیا، جبکہ دوسرا اپنا زادِ راہ رکھنے کے لئے لے لیا، حضرت شعیب نے کہا: کچھ اور نہیں چاہتے؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا: یہ بہت ہے۔[10]

حضرت شعیب علیہ السّلام کا معجزہ پھر حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کو کچھ بکریاں عطا کیں اور کہا: میری یہ (کالی یا سفید) بکریاں آپ کے لئے ہیں جو بچہ پیدا کرتی ہیں تو بچہ کا رنگ ماں کے برخلاف (کالا یا سفید) ہوتا ہے۔[11]

بیٹی صاحبہ کو نصیحت جب حضرت موسیٰ واپس جانے لگے تو حضرت شعیب رونے لگے اور کہنے لگے: میری عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے، کمزوری بھی ہے اور مجھ سے حسد کرنے والے بھی بہت زیادہ ہیں، آپ کو بھی روکنا مجھے اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ پھر حضرت شعیب نے اپنی بیٹی کو وصیت کی: اپنے شوہر (حضرت موسیٰ) کی کبھی مخالفت نہ کرنا۔[12]

حکایت منقول ہے کہ اللہ کریم نے حضرتِ سیّدُنا شعیب علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی: اے شعیب! میرے لئے اپنی گردن عاجزی سے جھکالے اور اپنے دل میں خشوع پیدا کر، اپنی آنکھوں سے آنسو بہا اور مجھ سے دعا کر کہ میں تیرے قریب ہوں۔[13]

حضرت شعیب علیہ السّلام کی شریعت ایک قول کے مطابق حضرت شعیب علیہ السّلام کو بھی صحائف عطا ہوئے تھے،[14] ایک روایت میں یہ کلمات ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السّلام ان صحائف کو پڑھا کرتے تھے جو اللہ کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر نازل فرمائے تھے۔[15]

صحائفِ شعیب علیہ السّلام میں شانِ محمدی حضرت شعیب علیہ السّلام کو جو صحائف عطا ہوئے تھے ان میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان یوں بیان کی گئی تھی: میرا بندہ بڑی باوقار شان والا ہے میری وحی اس پر نازل ہوگی تو وہ مخلوق میں میرا عدل ظاہر کردے گا، وہ قہقہہ مار کر نہیں ہنسے گا وہ اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں کو کھول دے گا، وہ پردہ پڑے دلوں کو زندہ کرے گا اور میں اسے جو کچھ بھی دوں گا وہ کسی اور کو نہیں دوں گا، ایک اور مقام پر حضرت شعیب علیہ السّلام کے صحائف میں شانِ محبوبی کا بیان کچھ اس انداز میں ہے: وہ اللہ کی ایسی حمد کرے گا جو کسی نے نہ کی ہوگی وہ اللہ کا نور ہے جسے بجھایا نہیں جاسکتا، اس کے کاندھے پر اس کی مہر (ختم نبوت) ہوگی۔[16]

وفاتِ مبارکہ حضرت سیدنا شعیب علیہ السّلام کی عمر 140 سال کی ہوئی تو آپ کا وصال ہوگیا،[17] مشہور قول کے مطابق آپ کی قبر مبارک فلسطین کی بستی حطّین میں ہے۔ حطین شام کے ساحلی علاقے پر واقع ایک بستی ہے، قبر مبارک پر ایک گنبد بھی بنا ہوا ہے لوگ دور دراز سے سفر کر کے یہاں آتے ہیں قبر مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور برکتیں پاتے ہیں۔[18]

---

(1) سیرت الانبیاء، ص545 تا 547 ملخصاً (2) تفسیر خازن، 3/430، القصص: 25 (3) لطائف الاشارات للقشیری، 2/435 (4) صراط الجنان، 7/273 (5) عرائس البیان للثعلبی، ص240 (6) عرائس البیان للثعلبی، ص240- لطائف الاشارات للقشیری، 2/435 (7) نہایۃ الارب، 33/160 (8) نہایۃ الارب، 13/161 (9) معجم کبیر، 17/134 (10) تاریخ ابن عساکر، 61/42 (11) غریب الحدیث لابن الجوزی، 2/260 (12) نہایۃ الارب، 13/161 (13) روض الفائق، ص:70 (14) سیرت حلبیہ، 1/314 (15) تاریخ ابن عساکر، 23/78 (16) سیرت حلبیہ، 1/314 ملتقطا (17) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 1/326 (18) تہذیب الاسماء، 1/234، رقم: 254۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 12 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 حمزہ نام کی تاثیر

سُوال: سنا ہے کہ حمزہ نام والے بچے بہت زیادہ طوفانی اور جلالی ہوتے ہیں، کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب: جب کبھی اس طرح کا سوال کرنا ہو تو بابرکت نام کے ساتھ کرنا مناسب نہیں ہے۔ بہر حال نام کی تاثیر ہوتی ہے مگر اس سوال والے نام کو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا اور پیارے صحابی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مبارک نام سے نسبت حاصل ہے تو اس کی تاثیر اچّھی آئے گی، بُری نہیں۔ بہت زیادہ طوفانی، بہت زیادہ شرارتی اور جلالی بات بات پر غصہ کرنے والے کو بولتے ہیں تو حمزہ نام کی یہ تاثیر نہیں ہو سکتی۔ صحابیِ رسول کی نسبت سے برکت حاصل کرنے کے لئے یہ نام رکھیں، حمزہ کے معنٰی ہیں: شیر۔ اور یہ نام بہت سارے عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت کا ہوتا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سوال میں کہی گئی بات کبھی نوٹ نہیں کی۔ (مدنی مذاکرہ، 16 شوال شریف 1444ھ)

2 نمازِ جنازہ میں میت کی دُعا نہ پڑھی تو؟

سُوال: نمازِ جنازہ میں جو میت کے لئے دعا ہوتی ہے اگر وہ دُعا نہ پڑھی جائے تو نمازِ جنازہ ہو جائے گی؟

جواب: نمازِ جنازہ میں دُعا نہیں پڑھی تو نمازِ جنازہ ہو جائے گی، البتہ دعا یاد نہ ہو تو یہ دُعائے مَاثُورہ[1] "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ" پڑھ لے یا تین بار "رَبِّ اغْفِرْلِیْ" پڑھ لے، دُعا کی نیّت سے سورۂ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں، سنّت ادا ہو جائے گی، لیکن نمازِ جنازہ کی دُعا یاد کرنی چاہئے۔

(بہار شریعت، 1/829، 835 - مدنی مذاکرہ، 9 شوال شریف 1444ھ)

3 ماموں سُسر، چچا سسر اور ان کی اولاد سے پردہ

سُوال: کیا عورت کا اپنے ماموں سُسر (یعنی شوہر کے ماموں)، چچا سُسر (یعنی شوہر کے چچا) اور ان کی اولاد سے بھی پردہ ہو گا؟

جواب: جی ہاں! ماموں سُسر، چچا سُسر اور ان کی اولاد

(1) یعنی قراٰن و حدیث میں بیان کی ہوئی دعا

سے بھی پردہ کرنا ہوگا۔ یاد رکھئے! جس سے شادی ہمیشہ کے لئے حرام نہ ہو اس سے پردہ کرنا ہوتا ہے اور وہ نامحرم اور اجنبی کہلاتے ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 7رمضان شریف 1444ھ)

4 مسلمان کو کانٹا چبھ جانے پر بھی اجر ملتا ہے

سُوال: اگر کسی کے اعضاء ضائع ہو جائیں مثلاً ہاتھ یا پاؤں کٹ جائیں تو کیا اسے کوئی فضیلت یا اجر بھی ملے گا؟

جواب: جی ہاں! اگر مسلمان کو کانٹا چبھ جائے تو یہ بھی اس کے لئے گناہوں کا کفارہ (یعنی گناہ مٹنے کا سبب) بنتا ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مسلمان کو بیماری، پریشانی، رنج، اذیت اور غم میں سے جو مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ پاک اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

(بخاری، 4/3، حدیث: 5641، مدنی مذاکرہ، 23شوال شریف 1444ھ)

5 سنّتوں کی ایک رکعت میں ایک سے زائد سورتیں پڑھنا

سُوال: کیا سنّتوں کی ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک سے زائد سورتیں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! پڑھ سکتے ہیں۔

(فتاویٰ امجدیہ، 1/97، 98ماخوذاً- مدنی مذاکرہ، 16شوال شریف 1444ھ)

6 کیا جنّت میں نیند ہو گی؟

سُوال: کیا جنّت میں نیند ہو گی؟

جواب: نہیں۔ (معجم اوسط، 1/266، حدیث: 919- مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عصر، 23رمضان شریف 1444ھ)

7 اسلامی بہن کا بلند آواز سے رونا کیسا؟

سُوال: اسلامی بہن کا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یا مدینے شریف کی یاد میں یا فراقِ مدینہ میں بلند آواز سے رونا کیسا ہے؟

جواب: اگر غیر مَردوں یعنی نامحرموں تک رونے کی آواز نہ پہنچے تو بلند آواز سے رونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 30شوال شریف 1444ھ)

8 بیمار شخص سے دعا کروانا

سُوال: کسی بیمار سے اپنے لئے دعا کروانا کیسا ہے؟

جواب: اچھا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: مریض سے دعا کرواؤ کہ اُس کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی طرح ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ، 2/191، حدیث: 1441- مدنی مذاکرہ، 30شوال شریف 1444ھ)

9 میدانِ محشر کہاں ہو گا؟

سُوال: حشر کا میدان کہاں قائم ہو گا؟

جواب: مُلکِ شام کی سرزمین پر۔ (مسند امام احمد، 7/235، 237، حدیث: 20042، 20051- مدنی مذاکرہ، 30شوال شریف 1444ھ)

10 نماز میں ثَنا نہ پڑھی تو؟

سُوال: نماز میں ثَنا پڑھنا بھول جائیں تو کیا سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں، نماز میں ثَنا پڑھنا سنّت ہے، اور سنت چھوٹنے پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، ہاں جان بوجھ کر ثناء ترک نہیں کرنی چاہئے۔ (مدنی مذاکرہ، 7ذوالقعدہ شریف 1444ھ)

11 ذوالقعدہ کے مہینے میں شادی کرنا

سُوال: کیا ذوالقعدہ کے مہینے میں شادی کرسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں کرسکتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، 11/265ماخوذاً- مدنی مذاکرہ، 16شوال شریف 1444ھ)

12 لٹکی ہوئی زلفوں پر مسح کرنا

سُوال: جن کی زلفیں بڑی ہوں کیا وہ وُضو میں عمامہ اُتارے بغیر زلفوں پر مسح کرسکتے ہیں؟

جواب: بہارِ شریعت جلد 1، صفحہ 291 پر ہے: سر سے جو بال لٹک رہے ہوں ان پر مسح کرنے سے مسح نہ ہو گا۔

(مدنی مذاکرہ، 13ربیع الآخر شریف 1445ھ)

دارُالافتاء اَہلِسنّت

مفتی محمد قاسم عطاری*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 پہلے سے بتائے بغیر کام چھوڑنے پر اجرت نہ دینا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر دکانوں پر لڑکے کام کے لئے رکھے جاتے ہیں تو ان سے یہ طے کیا جاتا ہے کہ اگر کام چھوڑنے کا ذہن ہو تو بتا کر چھوڑنا ہے، ورنہ بیچ مہینے میں بغیر بتائے چھوڑ کر گئے، تو اس مہینے میں کام کیے ہوئے جتنے دن ہوں گے، اُن کی تنخواہ نہیں ملے گی۔ یہ چیز دکانوں پر لڑکے رکھتے ہوئے عموماً طے ہوتی ہے۔ کیا یہ طریقہ کار شرعاً درست ہے؟ رہنمائی فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اجارہ کرتے ہوئے یہ طے کرنا کہ اگر بغیر بتائے چھوڑ کر گئے تو مہینے میں جتنے دن کام کر چکے ہو، اُس کی بھی تنخواہ نہیں ملے گی، یہ شرط فاسد ہے اور ایسی شرط لگانا، ناجائز و گناہ ہے۔ دکان دار اور جس ملازم نے یہ ناجائز عقدِ اجارہ کیا ہو، وہ دونوں گناہگار ہوں گے اور اُن پر توبہ لازم ہو گی اور اگر سوال میں بیان کردہ صورت کے مطابق عقد ہو چکا ہو اور ایک وقت آنے پر ملازم بغیر بتائے مہینے کے دوران کام چھوڑ گیا، تو مالک کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی خلافِ شرع لگائی ہوئی شرط کے مطابق اُس کی تنخواہ ضبط کرے، بلکہ اِس صورت میں مالک پر لازم ہے کہ جتنے دن ملازم نے کام کیا ہے، اُتنے دن کی حساب لگا کر اُجرتِ مثل ادا کرے۔ اجرتِ مثل کا مطلب یہ ہے کہ جتنے دن اُس کام کی عرفاً اجرت بنتی ہو، وہ ادا کرے، اگرچہ طے زیادہ کی ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 گھروں کے باہر نعل یا سینگ لگانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ بعض لوگ گھروں کے باہر نظرِ بد سے بچنے کے لئے گھوڑے کی نعل لگاتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ جانور کا سینگ لگاتے ہیں، ہم نے سنا ہے کہ یہ ناجائز ہے؟ کیا یہ بات درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نظر کا لگنا حق ہے، احادیث و آثار سے واضح طور پر اس کا ثبوت ملتا ہے، اسی وجہ سے شریعتِ مطہرہ نے جہاں نظرِ بد سے حفاظت کے لئے دعائیں تعلیم فرمائی، وہیں اس سے حفاظت کی تدابیر اختیار کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی، لہٰذا نظرِ بد

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

سے حفاظت کی تدابیر اختیار کرنا جائز ہے جبکہ مفید ہوں، اور شرعی تقاضوں کے خلاف نہ ہوں۔ اس تفصیل کے پیشِ نظر، نظرِ بد سے بچنے کے لئے گھروں پر گھوڑے کی نعل اور جانور کی سینگ لگانے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا کہ اس طرح کی تدابیر کی نظائر شرع میں موجود ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت بچے کو دیکھا، تو فرمایا کہ اسے کالا ٹیکہ لگادو تاکہ اسے نظر نہ لگے، یونہی علمائے دین نے حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے، نظرِ بد سے بچنے کے لئے کھیتوں میں لکڑی پر کپڑا وغیرہ باندھ کر نصب کرنے کی اجازت دی، اور مذکورہ دونوں تدابیر کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ جب کوئی دیکھنے والا خوبصورت بچے یا کھیتی کو دیکھے گا تو اس کی نظر پہلے بچے کے چہرے پر موجود کالے ٹیکے، اور کھیت میں نصب کی گئی لکڑی پر، اور اس کے بعد بچے کے چہرے اور کھیتی پر پڑے گی، جس کی وجہ سے نظرِ بد سے حفاظت رہے گی۔ یہی مقصد گھوڑوں کی نعل اور جانور کا سینگ لگانے کا بھی ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کی نظر پہلے ان پر اور پھر اس کے بعد گھر پر پڑے اور نظرِ بد سے حفاظت رہے۔

البتہ اتنا ضرور ہے کہ ان چیزوں کی بنسبت بہتر اور افضل یہی ہے کہ ماثور دعائیں پڑھنے کا معمول بنایا جائے۔ حدیثِ مبارکہ میں نظرِ بد سے حفاظت کی ایک بہترین دعا یہ وارد ہے: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ یعنی: میں ہر شیطان، زہریلے جانور اور ہر بیمار کرنے والی نظر سے، اللہ کے پورے کلمات کی پناہ لیتا ہوں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

3 عید کے موقع پر مہمان کا صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عید کے قریب مہمان آئے، تو مہمان کا صدقۂ فطر بھی میزبان کے ذمہ لازم ہوتا ہے، کیا یہ بات درست ہے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صدقۂ فطر ہر آزاد، مسلمان، مالکِ نصاب (یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی چاندی کی مالیت کے بقدر رقم یا کوئی سامان حاجتِ اصلیہ اور قرض کے علاوہ موجود ہو، اس) پر عید الفطر کی صبح صادق طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے اور ہر مالکِ نصاب کا فطرانہ اُسی پر واجب ہوتا ہے، دوسرے پر نہیں؛ حتی کہ نابالغ بچہ بھی صاحبِ نصاب ہو، تو اسی کے مال سے ادا کیا جائے گا، یونہی مہمان مالکِ نصاب ہے، تو اس کا صدقۂ فطر بھی اُسی پر واجب ہو گا، میزبان پر نہیں، البتہ اگر میزبان خود ادا کرنا چاہے، تو مہمان کی اجازت سے اس کی طرف سے ادا کرنے میں حرج بھی نہیں۔

نوٹ: نابالغ بچہ صاحبِ نصاب ہو تو اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کیا جائے گا لیکن صاحبِ نصاب نہ ہو تو پھر اس کا غنی باپ ہی اس کی طرف سے صدقہ فطر دے گا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

4 بیسن پر کھڑے ہو کر وضو کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بیسن پر کھڑے ہو کر وضو کر سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیسن پر کھڑے ہو کر وضو کر سکتے ہیں، البتہ بیسن پر کھڑے ہو کر وضو کرنا خلافِ مستحب ہے، کیونکہ وضو کے مستحبات و آداب میں سے یہ ہے کہ قبلہ رُو کسی اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

فریاد

ذمہ داری نبھائیے!

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

اسلام کے پہلے مُجدّد، خلیفۂ راشد، حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ وہ عظیم ہستی ہیں کہ جو 2 سال 5 مہینے خلافت پر فائز رہے اور اس ذمہ داری کے دوران انہوں نے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیا اور ظلم کا خاتمہ کر دیا، انہیں خلافت کی ذمہ داری بغیر مانگے دی گئی تھی۔[1] مانگ کر حکومت لینے اور بِن مانگے ملنے والی حکومت کا فرق بیان کرتے ہوئے اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عبد الرحمٰن بن سَمُرہ! تم اِمارت (یعنی حکومت) طلب مت کرنا! کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تیری طرف سے مانگنے پر دی گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا (یعنی پھر تیری مدد نہیں کی جائے گی)۔[2]

احساسِ ذمہ داری کے سبب رونے لگے جب آپ کو بِن مانگے حکومت ملی تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہ رونے لگے، حضرتِ سیّدُنا حماد رحمۃُ اللہِ علیہ نے رونے کی وجہ پوچھی، تو فرمایا: حماد! مجھے اِس ذمّہ داری سے بڑا خوف آتا ہے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کو درہم (یعنی دولت) سے کتنی محبت ہے؟ اِرشاد فرمایا: مجھے درہم سے محبت نہیں ہے۔ تو حضرت سیدنا حماد رحمۃُ اللہِ علیہ نے عَرض کی: پھر آپ مت ڈریں، اللہ پاک آپ کی مدد فرمائے گا۔[3] آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کی سیرت پر لکھی ہوئی مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات" میں اس واقعے کے تحت صفحہ 119 تا 120 پر لکھا ہے: آپ نے حضرت سیّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ کا طرزِ عمل ملاحظہ فرمایا کہ بغیر طَلَب کے خلافت کا اعلیٰ ترین منصب ملنے پر خوش ہونے کے بجائے اِحساسِ ذمّہ داری کی وجہ سے کس قدر پریشان ہوگئے اور ایک ہم ہیں جو عہدہ و منصب کے حُصول کے لئے دوڑ دُھوپ کرتے ہیں اور اپنی خواہش پوری ہو جانے پر پُھولے نہیں سماتے لیکن اگر ہماری تگ و دَو کا مَن پسند نتیجہ نہ نکلے تو ہمارا موڈ آف ہو جاتا ہے۔ صِرف اِسی پر بس نہیں بلکہ (مَعاذَ اللہ) حَسَد و بُغض، چُغلی و غیبت، تُہمت اور عیب جُوئی کا ایک سنگین سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ نیز حضرتِ سیّدُنا عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ کو تسلی دینے والے کی عمدہ سوچ بھی مرحبا کہ اگر حرصِ مال دل میں نہیں ہے تو اِن شآءَ اللہ عافیت و سلامتی نصیب ہوگی کیونکہ حرصِ مال بہت سی تباہیوں کا سبب ہے جیسا کہ اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے اگر بکریوں کے رَیوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں تو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال و دولت کی حرص اور حُبِّ جاہ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتے ہیں۔[4]

ذمہ داری پوری کرنے اور عدل کرنے والے حاکم کے فضائل حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ امت کے حق میں اپنی ذمہ داری پوری کرنے والے ایک عادل حاکم ثابت ہوئے تھے، اور حدیثِ پاک کے مطابق "عدل کرنے والا حاکم قیامت کے دن اللہ پاک کی رحمت یا اس کے عرشِ اعظم کے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

سائے میں ہو گا۔“[5] اور عادل حاکم کا ایک دن 60 سال کی عبادت سے بہتر ہوتا ہے۔[6] نیز نیک عادل بادشاہ قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے۔[7]

جبکہ رعایا کے معاملات میں خیانت کرنے اور اپنی ذمہ داری پوری نہ کرنے والے حاکم اور نگران کے متعلق اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرامین میں بہت ہی عبرت ہے، 6 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ ہوں:

ذمہ داری پوری نہ کرنے والے

1 اللہ پاک جس بندے کو رعایا کا نگران بنائے اور وہ اپنی رعایا سے خیانت کرتے ہوئے مَر جائے تو اللہ پاک اس پر جنت حرام فرمادیتا ہے۔[8] 2 جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا نگران بنے پھر ان کے لئے کوشش نہ کرے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے تو وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہو گا۔[9] 3 ایک روایت میں ہے کہ جیسی خیر خواہی اور کوشش اپنے لئے کرتا ہے ویسی ان کے لئے نہ کرے تو اللہ پاک اسے قیامت کے دن منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔[10] 4 جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اُسے جہنم کے پل پر کھڑا کیا جائے گا، اگر وہ نیکی کرنے والا ہوا تو پل کو پار کرلے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو اس کی وجہ سے پل پھٹ جائے گا، اور وہ شخص جہنم میں 70 سال کی مسافت پر جا گرے گا۔[11]

5 جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی بنا، پھر اس نے مسکین، مظلوم یا حاجت مند پر اپنا دروازہ بند رکھا تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کی حاجت کے وقت اپنی رحمت کے دروازے بند رکھے گا جبکہ وہ اس کا زیادہ محتاج ہو گا۔[12] 6 جو میری امت کے کسی معاملے کا والی بنا اور اس نے ان کو مشقت میں ڈالا تو اس پر اللہ پاک کی بَھْلَہ ہے۔“صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ کی بَھْلَہ سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی لعنت۔[13]

اے عاشقانِ رسول! میں دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں 1991ء میں آیا ہوں اور میں نے سب سے پہلے 1994 یا 1995ء میں حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہ علیہ کی سیرتِ مبارکہ پڑھی تھی، اَلحمدُ لِلّٰہ اُس وقت سے مجھے ان سے محبت ہو گئی تھی کہ یہ کیا کمال کی شخصیت ہیں، کسی کو اگر حضور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ، خلفائے راشدین اور دیگر بڑے بڑے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی سیرتوں کا فیضان کسی ایک شخصیت میں جمع دیکھنا ہو تو وہ آپ رحمۃُ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک کو دیکھ لے۔ عِلمِ دین کے نور سے مالا مال، زُہد، تقویٰ و پرہیز گاری، اہلِ علم سے محبت، ان کو اپنے ساتھ رکھنا اور ان سے مشاورتیں کرنا وغیرہ۔ الغرض کہ خوفِ خدا، تقویٰ و پرہیز گاری اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کی بنیاد پر چلائی گئی سلطنت نے تھوڑے ہی عرصے میں اَمن اور معیشت دونوں کو ہی مضبوط کر دیا تھا جو کہ کسی بھی ملک اور ریاست کی 2 اہم چیزیں ہوتی ہیں۔

میری بالعموم تمام عاشقانِ رسول اور بالخصوص امت کے والیان، ذمہ داران اور طبقۂ حکمران سے فریاد ہے! اللہ پاک کا خوف رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کیجئے، اپنی موت، قبر اور حشر کے معاملات کو ہر دم پیشِ نظر رکھئے، عمل کی نیت کے ساتھ خلیفۂ راشد حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ کی سیرتِ مبارکہ کو ضرور پڑھئے۔ اللہ پاک نے چاہا تو آپ اپنے اندر ضرور مثبت تبدیلی محسوس کریں گے اور اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھانے کی طرف قدم بڑھائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) تاریخ الخلفاء، ص184، 185 (2) بخاری، 4/311، حدیث: 6722- مرقاۃ المفاتیح، 6/587، تحت الحدیث: 3412 (3) تاریخ الخلفاء، ص185 (4) ترمذی، 4/166، حدیث: 2383 (5) بخاری، 1/480، حدیث: 1423- مراٰۃ المناجیح، 1/435 (6) معجم اوسط، 3/334، حدیث: 4765 (7) مسلم، ص783، حدیث: 4721 (8) مسلم، ص78، حدیث: 363 (9) مسلم، ص78، حدیث: 366 (10) معجم صغیر، 1/167 (11) معجم کبیر، 2/39، حدیث: 1219 (12) مسند احمد، 5/315، حدیث: 15651 (13) مسند ابی عوانہ، 4/380، حدیث: 7023۔

آخر درست کیا ہے؟

کیا تصوّف الگ سے کوئی دین ہے؟

مفتی محمد قاسم عطّاری*

مسلمانوں میں صوفیاء کرام سے محبت ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔ صوفیاء کو دوسرے الفاظ میں صالحین یعنی نیکیوں کے شائق اور عامل کہہ سکتے ہیں۔ صوفیاء کرام جس طرزِ عمل کو اختیار کرتے ہیں، اسے اصطلاح میں تصوف کہا جاتا ہے اور علمی طور پر اسے علمِ تصوف سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مفسرین و محدثین و مجددین و علماء و فقہاء کی سیرتوں کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ صوفیاء کرام کا بہت اِکرام کرتے اور تصوف سے بڑی محبت کرتے تھے۔ اپنی علمی تصنیفات میں کتبِ تصوف کا حوالہ دینا، صوفیاء کرام کے اقوال لکھنا اور دین کے معیاری عمل کی مثالیں پیش کرنے کے لئے اہلِ تصوف کے احوال و واقعات نقل کرنا ہمیشہ سے اکابر علمائے اسلام کا معمول رہا ہے۔ اس سب کے باوجود، دورِ جدید میں قرآن و حدیث کا ناقص فہم رکھنے والے بعض لوگ تصوف کا کلیۃً انکار کرتے ہوئے یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ تصوف تو دینِ اسلام سے الگ اور اس کے مدمقابل دوسرا دین ہے۔

اس منفی طرزِ فکر اور ناقص ترین فہمِ دین پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ بہر حال اہلِ دانش کے لئے کچھ وضاحت پیش کی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تصوف اسی طرح ایک علم ہے

جیسے علم تفسیر، علم حدیث اور علمِ فقہ وغیرہا۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں علم تفسیر کے نام سے کوئی علم نہیں تھا، قرآن مجید تھا، اور نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیث تھیں۔ صحابہ کرام نے قرآن سمجھنا ہوتا، تو رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سمجھ لیتے تھے، یہ نہیں تھا کہ جداگانہ علم تفسیر اور اصولِ تفسیر کو سامنے رکھ کر تدبرِ قرآن کرتے۔ اسی طرح زمانہ رسالت میں احادیثِ مبارکہ تو موجود تھیں لیکن اصولِ حدیث، فنِ حدیث یا علمِ حدیث نام کا کوئی جدا علم نہیں تھا۔ اسی طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حلال و حرام وغیرہ کے شرعی مسائل تو تھے لیکن علمِ فقہ یا علمِ اصولِ فقہ کے نام سے کوئی علم نہیں تھا۔ لوگوں کو جو مسائل پیش آتے، وہ نبیِّ پاک علیہ الصّلوۃ والسّلام یا اکابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھ کر عمل کرلیتے۔ مذکور بالا علوم باقاعدہ مدوّن و منضبط نہیں تھے، بلکہ زمانۂ صحابہ کے بعد معرضِ تحریر میں آئے اور پوری اُمّت کے درمیان مقبول ہوئے۔ پھر ہر علم کے ماہرین تیار ہوئے۔ علمِ تفسیر کے اپنے ماہرین حضرت قتادہ، عکرمہ، طبری علیہم الرحمۃ، علمِ حدیث کے اپنے ماہرین جیسے امام بخاری، امام مالک، امام احمد، امام مسلم علیہم الرحمۃ۔ علمِ فقہ کے اپنے ماہرین ہیں جیسے امام اعظم

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد علیہم الرحمۃ۔

یہی معاملہ علمِ تصوف کا ہے۔ علمِ تصوف بھی اسی طرح ایک علم ہے کہ قرآن و حدیث کے علوم کو جس طرح مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا کہ وہ علم جس میں کلام اللہ یعنی قرآن مجید کے الفاظ، معانی اور اس کے متعلق کلام ہو، اسے علم تفسیر کہا گیا، یونہی جس علم میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اعمال و اقوال و سکوت کا بیان ہو، وہ علم حدیث ہو گیا اور اس کے قواعد و ضوابط کا علم، علمِ اصولِ حدیث قرار پایا۔ یونہی جس علم میں یہ بیان ہے کہ آدمی نماز کیسے پڑھے؟ کیا چیز حلال ہے؟ کیا چیز حرام ہے؟ اس طرح کے تمام امور کے علم کو علمِ فقہ کا نام دیا گیا۔

اسی طریقے سے قرآن مجید اور احادیثِ طیبہ کا ایک بڑا حصہ وہ ہے جس کا تعلق قلبی اعمال و احوال سے ہے جیسے اخلاص، صبر، شکر، توکل، قناعت، زہد، فکرِ آخرت، محبتِ الٰہی، تسلیم و رضا یعنی اللہ کی رضا کو ہر شے پر فوقیت دینا اور اس کی مشیت پر راضی رہنا۔ یہ تمام وہ اوصاف ہیں جنہیں قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے۔ ان اوصاف کے بر عکس کچھ دوسرے قلبی اعمال ہیں جنہیں رذائل سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے ریاکاری، بے صبری، تنگ دلی، ناشکری، ترکِ توکل، محبتِ دنیا، آخرت سے غفلت، تکبر، حسد، بغض وغیرہا۔ ان سب کی مذمت بھی قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ پہلی قسم کے اعمال کا حصول اور دوسری قسم کے اعمال سے اجتناب شریعت کا مطلوب ہے اور ان امور پر ضمنی طور پر تو کتبِ تفسیر و شروحِ حدیث میں کلام کیا جاتا ہے لیکن ان علوم میں مفصل نہیں۔ لہٰذا جس طرح مسلمانوں کی سہولت کے لئے فقہِ ظاہر کے احکام کو جداگانہ علمِ فقہ میں بیان کیا جاتا ہے اسی طرح فقہِ باطن یعنی قلبی اعمال و احوال کے احکام، تصوف کی کتابوں میں بیان کئے جاتے ہیں۔ کتبِ تصوف کا بنیادی موضوع قلبی نیک اعمال کی پہچان اور حصول کے طریقے نیز قلبی رذیل اعمال کی پہچان اور بچنے کے طریقے سیکھنا ہے۔ اس حقیقت کی زندہ مثال دیکھنی ہو تو تصوف کی مرکزی اور مشہور ترین چند کتابوں کا مطالعہ کر لیں مثلاً کیمیائے سعادت، احیاء العلوم، عوارف المعارف، الفتح الربانی، فتوح الغیب، کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ، مکتوباتِ مجدد الف ثانی وغیرہا۔

اگر علمِ تفسیر، علمِ حدیث اور علمِ فقہ اسلام کے مدمقابل نہیں بلکہ اسی کی تشریح و توضیح کا نام ہے تو علمِ تصوف بھی اسلام کی تشریح و توضیح ہی کا نام ہے اور اگر تفسیر و حدیث و فقہ کا علم اسلام کے متوازی کسی اور علم کا نام نہیں اور ان علوم پر عمل کسی اور دین پر عمل نہیں تو علمِ تصوف بھی علمِ دین کے متوازی کوئی دوسرا علم نہیں اور اس پر عمل اسلام کے مدمقابل کسی دوسرے دین پر عمل نہیں بلکہ تصوف اسلام ہی کے ایک شعبے کا علم اور تصوف کے اعمال اسلام ہی پر عمل کی صورت ہیں۔

اللہ و رسول جل جلالہ و صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے احکام کی مختلف شعبوں میں تقسیم کر کے تشریح و توضیح کرنے پر یہ کہنا کہ یہ ایک دوسرے کے مدمقابل ہے یعنی بر خلاف ہے تو یہ سوچ کی کج روی، فہم کی غلطی اور اندازِ فکر کا ٹیڑھا پن ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ بخاری شریف کی مشہور حدیث مبارک ہے جسے حدیثِ جبرئیل بھی کہتے ہیں اور حدیثِ احسان بھی۔ خلاصہ حدیث یہ ہے کہ جبرئیل امین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کئے۔ ان میں تین سوال یہ تھے، پہلا سوال تھا: ماالایمان یعنی ایمان کیا ہے؟ دوسرا سوال تھا: ماالاسلام اسلام کیا ہے؟ تیسرا سوال تھا: ماالاحسان احسان کیا ہے؟ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اللہ کے فرشتوں اور اللہ سے ملاقات اور اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان رکھو۔ اسلام کے متعلق فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ

تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ احسان کے متعلق فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اب ذرا اس حدیث پر غور کریں تو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسلام کو جدا بیان کیا، ایمان کو جدا بیان کیا اور احسان کو جدا بیان کیا۔ تو کیا یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے کے مخالف ہیں؟ کیا اسلام، ایمان نہیں ہے؟ بالکل ہے۔ کیا احسان اسلام نہیں ہے؟ بالکل ہے۔ تو بات یہ ہے کہ دینِ اسلام کی مختلف شعبوں کے اعتبار سے تقسیم ہے اور اسی تقسیم میں جو تیسری قسم ہے جسے احسان فرمایا گیا، اسی احسان کو ہزاروں اولیاء اور لاکھوں علماء تصوف کہتے چلے آرہے ہیں۔ تصوف کے مختلف نام ہیں، جیسے تصوف، احسان، تزکیۂ نفس، طریقت، مجاہدہ نفس۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اسے تصوف کہہ لیں یا احسان کہہ لیں یا تزکیۂ نفس کہہ لیں یا طریقت کہہ لیں، یہ اصطلاحات ہیں، اس کی وجہ سے اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ دین میں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے یا دین میں جیسے اللہ، آخرت پر ایمان ہے، اسی طرح عبادت کا وہ اعلیٰ درجہ جو اللہ کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ ہے، وہ بھی دین کا حصہ ہے اور اسی کا نام تصوف ہے بلکہ اس سے آگے کی بات یہ ہے کہ

تصوف روحِ دین ہے کیونکہ تصوف اعمالِ شریعت کو اعلیٰ و احسن انداز میں ادا کرنے کا نام ہے مثلاً نماز اس قدر عمدہ انداز میں پڑھی جائے کہ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ﴾ (پ21، العنکبوت:45) "بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔" کا مظہر بن جائے اور یہ نماز وہی ہو گی جو حدیث میں فرمایا کہ ایسے عبادت کر جیسے تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ دوسرے انداز میں یوں کہہ لیں کہ نماز کے فرائض، واجبات اور سنتیں ادا کرنا شریعت ہے اور اسی نماز میں اتنا خشوع و خضوع شامل کر دینا کہ وہ برائی اور بے حیائی سے روکنے والی بن جائے، یہ تصوف ہے۔ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (پ2، البقرۃ:183) "تم پر روزے فرض کئے گئے" کے حکم پر عمل کرنا شریعت ہے اور روزے ایسے رکھنا کہ تقویٰ مل جائے، نفس قابو میں آجائے اور آیت کے حصے ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (پ2، البقرۃ:183) "تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔" پر عمل ہو جائے، یہ تصوف ہے۔ گویا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ شریعت ہے اور لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تصوف ہے۔

زکوٰۃ کیا ہے؟ مخصوص شرائط کی موجودگی میں مال کی مخصوص مقدار راہِ خدا میں دینا۔ اتنا مال دیدیا تو شریعت پر عمل ہو گیا، لیکن قرآن نے فرمایا: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (پ11، التوبۃ:103) "اے حبیب! تم ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو۔" یعنی اے حبیب لوگوں کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو اور اس کے ذریعے تم ان کے دل سے دنیا اور مال کی محبت ختم کر کے ان کے دل پاک صاف کر دو۔ گویا خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً شریعت ہے اور تُطَهِّرُهُمْ اور تُزَكِّيْهِمْ تصوف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شریعت اور تصوف کے متعلق یہ کہنا کہ یہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں، یہ خود دین کے احکام کی روح سمجھنے کے برخلاف ہے۔ جو شخص دین کے احکام پوری طرح نہیں سمجھتا کہ افعالِ شرع کے پیچھے مطلوب کیا ہے، وہی ایسی بات کہہ سکتا ہے، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ تصوف اسلام کے متوازی، مدمقابل کسی اور دین کا نام نہیں بلکہ تصوف وہی "اِحسان" ہے جسے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایمان اور اسلام کے ساتھ ملا کر بیان کیا اور تصوف وہی مطلوبِ شرع ہے جسے قرآن ہی میں احکامِ شرع کے ساتھ جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے۔

امام احمد رضا خان، "اعلیٰ حضرت" کیوں؟

مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مَدَنی*

امام احمد رضا کو اعلیٰ حضرت کیسے کہا جانے لگا؟ یہ بات روزِ روشن کی طرح عَیاں (Clear) ہے کہ نام اس لئے رکھے جاتے ہیں کہ ان کے ذریعے ایک شخصیت کا دوسری سے اِمتیاز ہوتا ہے، اگر آدمی اپنے سارے بچوں کے نام ایک ہی نام پر رکھ لے اور ان میں امتیاز کے لئے کوئی دوسرا لفظ استعمال ہی نہ کرے تو اس سے سامعین و مُخاطَبین کو جو دشواری و پریشانی ہوگی اس کا ہر ایک اندازہ کر سکتا ہے، جبکہ لوگوں کو دیئے جانے والے اچھے القابات عموماً ان کی ظاہری و باطنی خوبیوں اور خداداد صلاحیتوں کو دیکھ کر دیئے جاتے ہیں، لہٰذا جو شخص علم و عمل کا جامِع، دینِ اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قُربان کرنے کا جذبہ رکھنے والا، خوفِ خدا اور عشقِ مُصطفےٰ جس کے راہ نُما ہوں تو پھر اس کو دیئے جانے والے اَلقابات بھی ایسے ہوں جو اسے اپنے مُعاصِرین سے ممتاز کر سکیں، امامِ اہلِ سنت مُجدِّدِ دین و ملّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح ہی ہے، آپ کا گھرانہ علم دوست تھا اور آپ کے زمانے میں بھی کئی علمی شخصیات موجود تھیں لیکن ان تمام کے درمیان اللہ پاک نے آپ کو جو مَقام و مرتبہ عطا کیا تھا جب اس کا ظُہور آپ کے خاندان کے افراد اور دیگر عِلمی شخصیات پر ہوا تو انہوں نے اِمتیازی تعارُف کے لئے آپ کو اپنی بول چال میں اعلیٰ حضرت کہنا شروع کر دیا، مَعارِف و کمالات اور فضائل و مَکارِم میں اپنے مُعاصِرین کے درمیان بَرتَری کے لحاظ سے یہ لفظ اپنے مَمْدوح کی شخصیت پر اس طرح مُنطبِق ہو گیا کہ آج صرف پاک و ہند کے عوام و خواص ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے عاشقانِ رسول کی زبانوں پر چڑھ گیا اور اب قبولِ عام کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کیا موافق کیا مخالف! کسی حلقے میں بھی اعلیٰ حضرت کہے بغیر شخصیت کی تعبیر (Introduction) ہی مکمل نہیں ہوتی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص5 بتغیرٍ قلیل)

جس طرح ہر پھول کو گلاب نہیں کہا جاتا اسی طرح اعلیٰ حضرت کے دور میں اور بعد بھی حضرت تو بہت گُزرے اور ہیں بھی، لیکن ہر ایک کو اعلیٰ حضرت نہیں کہا جاتا۔

وسوسہ اگر شیطان یہ وسوسہ دلائے کہ تم نے تو اعلیٰ حضرت کو اپنے نبی صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بھی بڑھا دیا کیونکہ حضور علیہ السّلام کو تو صرف حضرت کہا جاتا ہے جبکہ امام احمد رضا کو تم اعلیٰ حضرت کہتے ہو؟

علاجِ وسوسہ اس کے جواب سے پہلے ایک اُصول ذہن میں رکھئے کہ تقابُل (Comparison) جب بھی ہوتا ہے تو وہ مُعاصِرین سے ہوتا ہے نہ کہ اپنے پہلے والوں سے جیسے حنفیوں کے عظیم پیشوا، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃُ اللہِ علیہ کے لئے "امامِ اعظم" کا لفظ بطورِ لَقب استعمال ہوتا ہے، یہ ان کے ہم زمانہ دیگر ائمۂ اسلام کو دیکھتے

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

ہوئے بولا جاتا ہے، اگر ان کا تَقابُل بھی ان سے پہلے والوں سے کیا جاتا تو ان کے لئے بھی امامِ اعظم بولنے پر وہی اعتراض ہوتا جو امامِ اہلِ سنّت کو اعلیٰ حضرت بولنے پر ہے حالانکہ بڑے بڑے علمائے اسلام نے اس لقب (یعنی امام اعظم) کو حنفیوں کے عظیم پیشوا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے لئے استعمال کیا ہے اور آج تک کسی اہلِ علم نے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا، اسی طرح شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اعلیٰ حضرت کا لقب آپ کے ہم زمانہ لوگوں کے مُقابل بولا جاتا ہے، لہٰذا شیطان کا اسے کھینچ تان کر زمانۂ نبوی تک پہنچا دینا اور پھر لوگوں کو وسوسے ڈالنا اپنے اندر پائی جانے والی گندگیوں میں سے ایک گندگی کو ظاہر کرنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ ذیل میں اب کچھ وہ باتیں بیان کی جارہی ہیں جو کہ ہر عاشقِ رسول کو اس بات پر اُبھارتی ہیں کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے مُعاصِرین اور بعد والوں کے لئے اعلیٰ حضرت ہی ہیں چنانچہ

اہلِ سنّت کے امام اور فتنوں کی روک تھام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ مسلمانانِ بَرِّ عظیم کے دورِ اِبتلاء کی اَہم ترین شخصیت اور صاحبِ بَصیرت راہ نُما تھے انہوں نے جس وقت آنکھ کھولی اس وقت سارا ہند تاجِ برطانیہ کے زیرِ نگیں تھا، اس وقت مَقامی سطح پر مسلمانوں کو اور بھی کئی طرح کی مشکلات کا سامنا تھا، ان مشکلات میں سب سے زیادہ تکلیف دَہ اَمر یہ تھا کہ مسلمانوں کی زَبُوں حالی کو دیکھ کر کفار و مشرکین اور مُبْتَدِعِین کے کئی گروہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد و نظریات سے لے کر فروعات و معمولات تک میں کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر رہے تھے اور قراٰن و سنّت کے مخالف عقائد و نظریات کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے تھے، قَرنِ اوّل سے لے کر اس دور تک جو نظریات اور معمولات بزرگانِ دین نے قراٰن و سنت کی روشنی میں درست پاکر اپنائے اور ان کے مُحِبّین و مُتَوَسِّلین ان پر ہر دور میں عمل پیرا رہے ان کو نہ صرف خلافِ شرع بلکہ کفر و شرک قرار دے کر اجتماعی طور پر پوری اُمّت پر کفر و شرک کے فتوے لگانے کی کوششیں کی جارہی تھیں، اسی طرح مُلحِدین و مُرتدین کا فتنہ بھی زوروں پر تھا اور وہ بھی مسلمانوں کے دین و ایمان پر طرح طرح سے حملے کر رہے تھے ایسے میں اعلیٰ حضرت تَنِ تنہا ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ عمل میں اُترے اور قراٰن و سنّت کا جھنڈا اٹھا کر ہر فتنے کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے حق کو واضح کیا اور باطل کو باطل ثابت کر کے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کے بارے میں حتَّی المقدور اور کامیاب کوششیں کر کے نہ صرف بَرِّ عظیم بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور اب رہتی دنیا تک جب جب لوگ ان فتنوں کی کسی بھی نئی یا پرانی شکل کو دیکھیں گے اور اس کے مُقابل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی جہاد کو دیکھیں گے اور اس کی برکت سے اپنے دین و ایمان کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہیں گے تو اپنی نیم شَبی میں اور آہِ سَحر گہی میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شکریہ کے ساتھ یاد رکھیں گے۔ بَرِّ عظیم کی علمی روایت کے ایک نِہایت دَرَخْشَنْدَہ ستارے اور عظیم مُحدِّث و حافظِ بخاری مولانا وَصی احمد سُورتی رحمۃ اللہ علیہ کے چند جملے مسلمانانِ بَرِّ عظیم کی اعلیٰ حضرت علیہ الرَّحمہ سے نِیاز مَندی و احسان مندی کے جذبات کی نمائندگی کرتے ہیں شاگرد و خلیفۂ اعلیٰ حضرت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار (مُحدِّث اعظم ہند) سیّد محمد مُحدِّث کچھوچھوی نے حضرت مُحدّث سُورتی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کو شَرفِ بَیعَت مولانا شاہ فضلُ الرّحمٰن گنج مراد آبادی سے حاصل ہے مگر کیا وجہ ہے آپ کو جو مَحبت اعلیٰ حضرت سے ہے وہ کسی دوسرے سے نہیں، اس پر مولانا وَصی احمد سُورتی نے ارشاد فرمایا سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق مُحَشِّی بخاری سے پائی اور وہ بیعت نہیں ہے جو گنج مراد آباد میں نصیب ہوئی بلکہ وہ ایمان ہے جو مَدارِ نجات ہے جسے میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا۔[1]

دیکھا جائے تو اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت قرار دیئے جانے کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت کا معنیٰ ہے اپنے وقت کی سب سے بڑی شخصیت اور ہم دیکھتے ہیں کہ سُطورِ بالا میں جن فتنوں کا ذکر ہوا ہے ان کی بیخ کُنی اور عوام و خواص مسلمین کے سامنے اِحقاقِ حق و اِبطالِ باطل کے فرض کو اعلیٰ حضرت سے بڑھ کر کسی

نے ادا نہیں کیا، اعلیٰ حضرت نہ صرف خود اس کارِ خیر میں پوری تن دہی سے مصروف تھے بلکہ اپنے خُلفا و تلامذہ کو بھی اس طرف مُتوجّہ کر رکھا تھا اور باطل قوّتوں کے مُقابل حق پَرستوں کی ایک فوج تھی جو اعلیٰ حضرت کی علمی راہ نُمائی میں حق کی خاطر اپنی زَبان اور قلم کی صلاحیتیں بروئے کار لا رہی تھی۔

علوم وفنون کے جامع اور یادگارِ سَلف اس کے ساتھ ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی ذاتِ مُبارَکہ اور بھی اوصاف و کمالات کی جامِع تھی جن کی بنا پر اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت یعنی اپنے زمانے کی سب سے بڑی شخصیت کہا گیا اور بَجاطور پر کہا گیا مثلاً اگر یہ دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت جن عُلوم و فُنُون پر دَسْتَرس رکھتے تھے ان کے زمانے میں کوئی دوسرا آدمی ایسا نظر نہیں آتا جو اِنفرادی طور پر اتنے زیادہ علوم و فُنون پر دَسترس رکھتا ہو، قدیم فَلْسفیانہ علوم وفُنون کی بنیاد سے لے کر ان علوم کی جدید صورتوں کی شاخوں تک اعلیٰ حضرت اس طرح کی واقفیت اور تَبحُّر کے حامِل تھے کہ انہیں دیکھ کر ان علوم وفنون کے بانِیان و اکابرین کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

مَنقولات یعنی قراٰن و سنّت اور ان سے اَخْذ کردہ علوم کے بارے میں بھی اعلیٰ حضرت کی وُسعتِ مطالعہ، مُجتہِدانہ بصیرت اور اِحاطۂ معلومات کی صلاحیت دیکھنے والوں کو اَنگشت بدَنداں کر دیتی تھی اور آج بھی ان کی کُتُب و فتاویٰ کا قاری ان اوصاف پر حَیرت زَدہ ہو کر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر ان کو اعلیٰ حضرت نہ کہا جاتا تو ان کی عظمت وشان کے اعتِراف میں بڑی کمی رَہ جاتی۔

امام احمد رضا بطور اعلیٰ حضرت اہلِ علم کی نظر میں سُطورِ بالا میں امامِ اہلِ سنّت کی جن چند ایک خُصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا اور ان کے علاوہ دیگر خصوصیات کا اعتِراف ہر دور کے اہلِ علم نے کیا ہے اور سیّدی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، یاد رہے کہ یہ سِلسلہ فقط بَرِّ عظیم کے علما تک محدود نہیں تھا بلکہ عرب و عَجَم میں جہاں جہاں اس گُلِ سَرسبز کی خوشبو پہنچی وہاں وہاں سے تعریف و توصیف کے نذرانے آپ کی بارگاہ میں پیش کئے گئے، ذیل میں پہلے عرب دنیا کے اور پھر بَرِّعظیم کے فقط چند اہلِ علم کے تعریفی کلمات ملاحظہ فرمایئے جو اس بات کا بَیِّن ثُبوت ہیں کہ اعلیٰ حضرت صرف ایک آدھ فرد کی نظر میں اعلیٰ حضرت نہیں تھے بلکہ عرب وعجم کے اہلِ علم ان کی زُلفِ طَرَحدارِ علم و فضل کے اَسیر تھے۔

1. شیخ عبدالله نابُلسی مدنی فرماتے ہیں: وہ نادرِ روزگار، اس وقت اور اس زمانے کا نور، معزّز مَشائخ اور فُضَلا کا سردار اور بلاتأمل زمانے کا گوہرِ یکتا۔[2]

2. دمشق کے علامہ شیخ محمد القاسمی تحریر فرماتے ہیں: آپ فضائل و کمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے، وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں، ان کی فضیلت کا یقین دشمن اور دوست دونوں کو ہے ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے۔[3]

3. شیخ محمد بن عطار دالجاوی فرماتے ہیں: بے شک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں علمائے محققین کے بادشاہ ہیں اور ان کی ساری باتیں سچی ہیں گویا وہ (یعنی ان کا کلام) ہمارے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اللہ کریم نے ان کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا۔[4]

4. ڈاکٹر مفتی سیّد شجاعت علی قادری فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت میں امام احمد بن حنبل اور شیخ عبد القادر جیلانی کا سا زہد و تقویٰ تھا، ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی سی ژرف نِگاہی (گہری نظر) تھی، رازی و غزالی کا سا طرزِ استدلال تھا، وہ مُجدِّدِ اَلفِ ثانی اور منصور حلّاج کا سا اِعلائے کلمۃُ الحق کا یارا رکھتا تھا، دشمنانِ اسلام کے لئے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار کی تفسیر اور عاشقانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم کے لئے رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کی تصویر تھا۔[5]

5. بَرِّعظیم کے معروف مؤرِّخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی بیان کرتے ہیں: حضرت مولانا احمد رضا خان کے متعلق میں صرف اس قدر کہنے پر کفایت کرتا ہوں کہ عُلومِ دینیہ میں انہیں جو دَسترس حاصل تھی وہ فی زمانہ فقیدُ المثال تھی دوسرے علوم میں بھی یدِ طُولیٰ حاصل تھا۔[6]

---

(1) حیات اعلیٰ حضرت، ص 137 مفہوماً (2) سرتاج الفقہا، ص7 (3) ایضاً، ص8 (4) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص28 (5) فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات، ص53 (6) خیابان رضا، ص43 بتغیرِ قلیل۔

شاباش

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی*

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی حوصلہ افزائی فرماتے اور اچھی بات پر شاباش دیا کرتے تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! مجھے جنّت میں داخل کر دینے والا عمل بتایئے! آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: شاباش! شاباش! بے شک تم نے عظیم (چیز) کے بارے میں سوال کیا۔ اور بِلاشبہ یہ ہر اس شخص کے لئے آسان عمل ہے جس سے اللہ خوش ہو۔ فرض نماز پڑھو اور فرض زکوٰۃ ادا کر دو۔[(1)]

انسان کے کردار کی اچھی خوبیوں میں سے دوسروں کو ان کے اچھے کاموں پر شاباش دینا، انہیں سراہنا، ان کی حصولِ مقصد (یعنی Achievement) پر پذیرائی کرنا اور ان کی کامیابی پر مبارکباد دینا بھی ہے۔ اس حوالے سے ہمارے معاشرے میں دو طرح کے افراد پائے جاتے ہیں، ایک وہ جن کا رویہ بڑا شاندار ہوتا ہے کہ وہ شاباش، تحسین اور مبارک باد دینے میں کنجوسی نہیں کرتے، جبکہ دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو ان کی اولاد، چھوٹے بہن بھائیوں، رشتہ داروں، شاگردوں، ماتحتوں وغیرہ میں سے جب کوئی بتائے کہ مجھے آج یہ کامیابی ملی ہے، میں نے کچھ نیا سیکھا ہے، میری یہ اچیومنٹ ہے مثلاً بچے نے اپنا رزلٹ کارڈ دکھایا کہ میں نے اچھے مارکس لئے ہیں، آفس یا فیکٹری میں جونیئر نے بتایا کہ میں نے پورا مہینا ایک بھی چھٹی نہیں کی، دوست نے بتایا کہ میں نے آن لائن اسلامی احکامات کورس شروع کر دیا ہے، چھوٹے بھائی نے بتایا کہ میں نے کمپیوٹر سافٹ ویئر کے ساتھ ساتھ اس کے ہارڈ ویئر کے بارے میں بھی سیکھنا شروع کر دیا ہے وغیرہ، یہ سُن کر بتانے والے کی دلجوئی کرنے یا اس کو شاباش دینے کے بجائے ان کا ری ایکشن نولفٹ والا غیر جذباتی سا ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر بتانے والے کو مزہ نہیں آتا کہ میں نے بڑی محبت سے اپنی کامیابی کی خبر ان سے شیئر کی لیکن انہوں نے مناسب رسپانس ہی نہیں دیا، چنانچہ وہ آئندہ ایسے شخص سے اپنی خوشی شیئر کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے۔

بیٹا پڑھائی میں کمزور کیوں ہوا؟

نولفٹ کا رویہ نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، ایک شخص کا بیٹا جب اس کے پاس اپنی مارکس شیٹ دکھانے کے لئے لاتا کہ ابو دیکھئے میں نے کتنے اچھے مارکس لئے ہیں! تو وہ اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا بلکہ بیٹے سے کہتا کہ میں مصروف ہوں اپنی ماں کو دکھا دو۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بچہ پڑھائی میں کمزور ہوتا چلا گیا، جب تعلیمی ادارے والوں نے گھر میں کمپلین

* استاذ المدرّسین، مرکزی
جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

کی تو صورتِ حال کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ بچے کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ جب ابو جان کو میری پڑھائی کی پرواہ ہی نہیں تو میں کیوں محنت کروں!

بہر حال سرد مہری یا بے نیازی کا رویہ اپنانے والوں کو سوچنا چاہئے کہ ان کے اس ری ایکشن سے آنے والا خوش ہو گا؟ اگر اس کے دل میں خوشی داخل کرنے کی نیت سے ہی پُر جوش ری ایکشن دے دیا جائے تو ہمیں ثواب بھی ملے گا، اِن شآءَ اللہ۔

دل میں خوشی داخل کرنے کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ یعنی اللہ پاک کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے پسندیدہ عمل مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔[2]

علّامہ مناوی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں جو فرمایا اُس کا خلاصہ یہ ہے: فرضِ عین یعنی فرض نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کی ادائیگی کے بعد اللہ پاک کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ مسلمان کو خوش کیا جائے۔ خواہ اسے کچھ دے کر یا اس سے غم و تکلیف کو دور کر کے یا مظلوم کی مدد کر کے یا اس کے علاوہ ہر وہ عمل جو خوش کرنے کا ذریعہ ہو۔[3]

شاباش کیوں نہیں دیتے؟

بہر حال یہ بھی ایک سُوال ہے کہ لوگ ایسا رویہ کیوں اپناتے ہیں؟ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، جن میں سے ایک یہ کہ وہ سامنے والے کی اچیومنٹ یا کامیابی کو اپنے لیول پر لے جا کر دیکھتے ہیں تو انہیں اس میں کوئی خاص بات دکھائی نہیں دیتی کہ اچھے مارکس لینا، پورا مہینا چھٹی نہ کرنا، کوئی نیا کام سیکھ لینا کونسی بڑی بات ہے؟ چنانچہ اسی مرحلے پر وہ مار کھا جاتے ہیں حالانکہ اگر وہ آنے والے کے لیول پر جا کر اس کی خوشی کو محسوس کرنے کی کوشش کریں تو ان کا ری ایکشن مختلف ہو گا جیسے "چند قدم چلنا" ہمارے لئے کونسی بڑی بات ہے لیکن یہی کام بچہ پہلی بار کرے تو وہ کتنا خوش ہوتا ہے اور ایسے میں اس کے والدین کا ری ایکشن بھی خوشی سے بھرپور ہوتا ہے کیونکہ وہ بچے کے لیول پر جا کر اس کی خوشی کو محسوس کرتے ہیں۔ اگر بے نیازی کا مظاہرہ کرنے والے بھی ایسا ہی کریں تو ان کا ری ایکشن بھی اچھا ہو گا، پھر وہ سامنے والے کو شاباش بھی دیں گے اور اس کی خوشی میں شریک بھی ہوں گے۔ اِن شآءَ اللہ!

(1) مسند ابی داؤد طیالسی، ص76، حدیث:560 (2) معجم کبیر، 11/59، حدیث:11079 (3) فیض القدیر، 1/216، تحت الحدیث:200 مفہوماً۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ فروری 2024ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) محمد رضوان عطّاری مدنی (ضلع ننکانہ) (2) بنتِ محمد امجد (چشتیاں، بہاولنگر) (3) بنتِ مدثر (ملتان)۔ اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** (1) حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ (2) حضرت سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہُ عنہ۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ◉ محمد سلیمان (ڈیرہ اسماعیل خان) ◉ بنتِ افضال (فیصل آباد) ◉ بنتِ حامد (میرپور خاص) ◉ بنتِ اکبر علی (واربرٹن) ◉ محمد ایان (گوجرانوالہ) ◉ بنتِ ضیاء اللہ (ڈسکہ) ◉ بنتِ علی احمد (قصور) ◉ میلاد رضا (حافظ آباد) ◉ بنتِ علیم (کراچی) ◉ بنتِ محمد طفیل (ایبٹ آباد) ◉ بنتِ خالد (کھاریاں) ◉ اسد (حیدرآباد)۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ فروری 2024ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: (1) عبد العلیم (عمرکوٹ) (2) بنتِ گلزار احمد (کامونکی) (3) بنتِ غلام مصطفٰی (میرواہ، سندھ)۔ اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** (1) اونٹ کی رفتار، ص58 (2) اونٹ کی رفتار، ص58 (3) بچّوں کی حفاظت کے اقدامات کیجئے، ص60 (4) فرشتوں کی عید، ص55 (5) حروف ملایئے، ص55۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ◉ محمد حسن (فیصل آباد) ◉ بنتِ لیاقت (کراچی) ◉ بنتِ صدیق (بہاولپور) ◉ احمد رضا (وہاڑی) ◉ اُمِّ الخیر (ٹوبہ) ◉ احتشام اکرم (اٹک) ◉ بنتِ جمشید اختر (مظفرگڑھ) ◉ محمد عفان (کراچی) ◉ بنتِ لال دین (ملتان) ◉ بنتِ محمد ناصر (رحیم یار خان) ◉ بنتِ مرسلین (چیچہ وطنی) ◉ محمد زبیر رضا (خانپور)۔

اسلام اور تعلیم (قسط:04)

مولانا عبد العزیز عطاری*

9 منہجِ تدریس

اندازِ گفتگو اور پڑھانے کا انداز عام فہم اور آسان ہونا چاہئے تاکہ سامعین مطلب سمجھ سکیں اور اگر کچھ پوچھنا چاہیں تو سوال بھی کر سکیں تاکہ ان کو تشفی بخش جوابات ملیں ان کے ذہنوں میں موجود اشکالات دور ہوں، پیچیدگیاں حل ہوں، ان کی حوصلہ افزائی ہو تاکہ بعد میں صحیح طریقے سے سبق یاد کر سکیں اور ضرورت کے پیشِ نظر یاد دہانی نوٹس بھی بناتے رہنا چاہئے تاکہ بعد میں سبق سمجھنے، یاد کرنے اور آپس میں حلقوں میں دہرائی کرنے میں آسانی ہو اور سبق کو تکرار کے ذریعے محفوظ کریں۔

طریقۂ تعلیم: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم جب کوئی بات کرتے تو ٹھہر ٹھہر کر کرتے۔[1] اور اندازِ گفتگو عام فہم ہوتا جس کو ہر شخص آسانی سے سمجھ جاتا۔[2]

طلبا کی حوصلہ افزائی کیجیے: ایک مرتبہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسجد میں دو حلقے دیکھے ایک حلقے کے لوگ تلاوت و دعا میں مصروف تھے اور دوسرے حلقے کے لوگ تعلیم و تعلم میں مصروف تھے آپ علیہ السّلام نے دونوں کی تحسین فرمائی اور فرمایا: دونوں بھلائی پر ہیں۔ یہ لوگ قراٰن پڑھتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں، اگر چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور اگر چاہے تو روک لے اور یہ لوگ سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں پھر فرمایا: میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر علمی مجلس میں بیٹھ گئے۔[3]

تعلیمی حلقے: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مسجد میں داخل ہوئے جہاں صحابہ کرام کے حلقے تھے آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم لوگ جدا جدا ہو (یعنی ایک ساتھ بیٹھو)۔[4]

10 کلاس کا بہترین نظم و ضبط

کلاس کا بہترین اور منظم ماحول ہونا چاہئے جس میں صفائی ستھرائی، یونیفارم، بیٹھنے اٹھنے، مطالعہ اور گفتگو کرنے کا حسین اور دلکش منظر ہو، تعلیمی معاملات میں صرف نرمی نہیں بلکہ سختی بھی کی جائے اور ساتھ ساتھ طلبا کی صحت کا بھی خیال رکھا جائے تاکہ وہ محنت، کوشش اور دلجمعی سے علم حاصل کریں اور اپنے مقصد کو پانے میں کامیاب ہو جائیں۔

کلاس کا بہترین ماحول: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک قاری صاحب قراٰنِ مجید پڑھا رہے تھے، اس دوران حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے تو قاری صاحب آپ کو دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ آپ علیہ السّلام نے سلام کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا: یَارَسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم قاری صاحب قراٰن مجید پڑھ رہے ہیں اور ہم سن رہے ہیں۔ ہمارا جواب سُن کر

* شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ، کراچی

حضور علیہ السّلام نے فرمایا: اللہ پاک کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم دیا ہے پھر ہمارے درمیان بیٹھ گئے اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح بیٹھو اور حاضرینِ مجلس اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھ گئے کہ سب کا چہرہ آپ کی طرف ہو گیا۔[5]

لباس: امیرُ المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ میں قاری صاحب کو سفید لباس میں دیکھوں۔[6]

11 تعلیمی اوقات میں وسعت و گنجائش

لوگوں کو علم سے آراستہ کرنے کے لئے ان کی ضروریات اور مصروفیات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے تعلیمی اوقات مختلف ہو سکتے ہیں صبح، شام اور ہفتہ وار بھی کر سکتے ہیں تاکہ ہر شخص اپنی مصروفیات اور معمولات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہترین وقت کا تعیُّن کر سکے اور علم سے مستفید ہو۔

صبح کے وقت کلاس: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فجر کی نماز ادا فرمالیتے تو صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان آپ کی طرف مائل ہو جاتے کوئی قراٰن مجید کے بارے میں پوچھتا، کوئی فرائض کے بارے میں معلوم کرتا اور کوئی خواب کی تعبیر معلوم کرتا۔[7] حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو صفوں میں موجود ایک ایک آدمی کو قراٰن پاک پڑھاتے۔[8]

رات کے وقت کلاس: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ستر کے قریب اصحابِ صفہ رات کے وقت تعلیم حاصل کرتے تھے، جب رات ہو جاتی تو یہ لوگ مدینہ شریف میں ایک معلم کے پاس جاتے اور رات بھر پڑھتے رہتے۔[9]

ہفتہ وار کلاس: حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہفتے میں صرف ایک دن جمعرات کو لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے، ایک شخص نے کہا اے ابو عبد الرّحمٰن! آپ ہمیں روزانہ وعظ و نصیحت کیا کیجئے تو آپ نے فرمایا: میں اس لئے نہیں کرتا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔[10]

12 تعلیم میں مختلف دورانیے کی گنجائش

علم کے حصول کے لئے طویل وقت اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر شخص کو زندگی بسر کرنے میں مختلف مسائل اور معاملات درپیش ہوتے ہیں اور مختلف قسم کی گھریلو ذمہ داریاں بھی وابستہ ہوتی ہیں طویل عرصے کے لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تعلیم حاصل کرنے والے بہت ہی کم افراد ہوں گے اور اشاعتِ علم محدود ہو کر چند افراد تک رہ جائے گی تو لوگوں کی ضروریات اور مصروفیات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے مختلف قسم کے مختصر کورسز تیار کئے جاتے ہیں اور یہ گھنٹوں، دنوں، ہفتوں، مہینوں اور سالوں پر محیط ہوتے ہیں تاکہ ہر شخص اپنے ذوق و شوق اور ضرورت کے مطابق علم سے وابستہ رہے اور جو اعلیٰ تعلیم کے متلاشی ہوتے ہیں ان کے لئے ہمیشہ اعلیٰ تعلیم کی راہیں ہموار اور راستے کشادہ ہوتے ہیں۔

مختصر کورس: حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو بیس دن علم سکھانے کے بعد فرمایا: تم اپنے خاندان میں واپس جاؤ اور ان کو شریعت کے احکام کی تعلیم دو۔[11] اسی طرح وفدِ عبد القیس کو ادائے خُمس، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیمات دیں پھر فرمایا: ان باتوں کو یاد کر لو اور دوسروں کو بھی بتاؤ۔[12]

طویل کورس: قبیلۂ بنو تمیم کے ستر یا اسی افراد نے وفد کی صورت میں اسلام قبول کیا اور مدینہ شریف میں ایک مدت تک دینِ اسلام سیکھتے اور قراٰن مجید کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔[13]

بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں۔۔۔

(1) ابو داؤد، 4/342، حدیث: 4838 (2) ابو داؤد، 4/343، حدیث: 4839 (3) ابن ماجہ، 1/150، حدیث: 229 (4) ابو داؤد، 4/338، حدیث: 4823 (5) ابو داؤد، 3/452، حدیث: 3666 ماخوذاً (6) موطا امام مالک، 2/408، حدیث: 1735 (7) مجمع الزوائد، 1/393، رقم: 724 (8) سیر اعلام النبلاء، 4/50 (9) مسند احمد، 4/537، حدیث: 13855 ماخوذاً (10) بخاری، 1/42، حدیث: 70 ماخوذاً (11) مسلم، ص265، حدیث: 1535 ملخصاً (12) بخاری، 1/49، حدیث: 87 ملخصاً (13) الاستیعاب، 3/1164۔

قیامت کے دن نور دلانے والی نیکیاں (قسط:01)

مولانا محمد نواز عطاری مدنی*

اللہ پاک قراٰنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ ترجَمۂ کنزُالعرفان: جس دن تم مومن مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے (فرمایا جائے گا کہ) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ رہو، یہی بڑی کامیابی ہے۔ [1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے بارے میں خبر دی کہ قیامت کے دن تم مومن مَردوں اور ایمان والی عورتوں کو پل صراط پر اس حال میں دیکھو گے کہ ان کے ایمان اور بندگی کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب دوڑ رہا ہے اور وہ نور جنت کی طرف اُن کی رہنمائی کر رہا ہے اور (پل صراط سے گزر جانے کے بعد) ان سے فرمایا جائے گا کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ [2]

اے عاشقانِ رسول! ہمارے نور والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کئی ایسی نیکیاں بیان فرمائی ہیں کہ جن پر عمل کرنے والوں کو قیامت کے دن "نور" عطا ہو گا۔ چنانچہ آپ بھی 10 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھئے اور ان پر عمل کیجئے:

رات کے اندھیرے میں مساجد کو جانا

1. جو لوگ اندھیروں میں مساجد کو جانے والے ہیں، انہیں قیامت کے دن کامل نور کی خوش خبری دو۔ [3]

2. جو رات کے اندھیرے میں مساجد کی طرف چلے، اللہ پاک قیامت کے دن اسے نور عطا فرمائے گا۔ [4]

3. رات کے اندھیروں میں مساجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن نور کے منبروں کی بشارت دے دو، اس دن کئی لوگ گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے مگر یہ لوگ گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔ [5]

اے عاشقانِ رسول! دن کا اُجالا ہو یا پھر رات کا اندھیرا، دونوں ہی حالتوں میں نمازوں کے لئے مساجد کا رُخ کیجئے، رات کے اندھیرے کو مسجد میں نہ جانے کا سبب بنانے کے بجائے اسی حالت میں بھی عشا اور فجر کیلئے مسجد میں حاضر ہو کر قیامت کے دن کامل نور ملنے کے حق دار بنئے۔

نماز کی ادائیگی

4. جس نے نَماز کی حفاظت کی اس کے لئے قیامت میں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ، کراچی

نور، برہان (یعنی دلیل) اور نجات ہوگی اور جس نے نَماز کی حفاظت نہ کی تو اُس کے لئے نہ نور ہوگا اور نہ برہان اور نہ ہی نجات اور وہ (یعنی بے نمازی) قیامت کے دن (اِن کافروں یعنی) قارون، فرعون، ہامان اور اُبَیّ بنْ خَلَف کے ساتھ ہوگا۔[6]

5 اَلصَّلٰوۃُ نُوْرٌ یعنی نماز روشنی ہے۔[7] یعنی نماز مسلمان کے دل کی، چہرے کی، قبر کی، قِیامت کی روشنی ہے۔ پُل صراط پر سجدے کا نشان بیٹری (ٹارچ) کا کام دے گا۔[8]

پیارے اسلامی بھائیو! ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ جان بوجھ کر ایک نماز ترک کرنے والا فاسق، سخت گناہ گار اور عذابِ نار کا حق دار ہے۔ لہٰذا پانچوں نمازیں ان کے اوقات میں پابندی سے ادا کیجئے۔

مجمع میں اللہ پاک کا ذکر کرنا

6 قیامت کے دن اللہ پاک ایک ایسی قوم کو ضرور اٹھائے گا جس کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ اُن پر رَشک کریں گے، وہ نہ تو انبیا ہوں گے اور نہ ہی شہدا۔ اتنے میں ایک دیہات والا آدمی اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا اور یوں عرض کی: یَا رَسُولَ اللہِ حَلِّهِمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ یعنی یارسولَ اللہ! ہمیں ان کے اوصاف بیان فرمادیجئے تاکہ (دنیا میں) ہم انہیں پہچان سکیں۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: هُمُ الْمُتَحَابُّونَ فِي اللہِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى وَبِلَادٍ شَتّٰى يَجْتَمِعُونَ عَلٰى ذِكْرِ اللہِ يَذْكُرُونَهٗ یعنی وہ لوگ مختلف قبیلوں اور شہروں والے ہوں گے، اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہوں گے، اللہ کے ذکر کے لئے ایک جگہ جمع ہوں گے اور اُس کا ذکر کریں گے۔[9]

بازار میں اللہ کا ذکر کرنا

7 بازار میں اللہ پاک کا ذکر کرنے والے کے لئے ہر بال کے بدلے میں قِیامت کے دن ایک نور ہوگا، اسی حالت میں وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔[10]

100 مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا

8 جو شخص سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے اُسے اللہ پاک قیامت میں اِس طرح اُٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔[11]

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کا ذکر گناہوں کو مٹانے، شیطان کو بھگانے اور دِلوں سے غم و حُزن دور کرنے کا ذریعہ، رب کی رضا اور اس کا قرب پانے کا وسیلہ ہے، دنیا میں، قبر میں اور حشر میں ذکر کرنے والے کیلئے نور ہوگا۔ نیز ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں۔ لہٰذا ہر حال میں کثرت سے ذکرُ اللہ کیجئے۔

تلاوتِ قراٰن

9 جس نے کتاب اللہ میں سے ایک آیت تلاوت کی، قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگا۔[12]

سُورۃُ الْکَہْف کی تلاوت

10 جو شخص جُمعہ کے دن سُورۃُ الْکَہْف پڑھے، اُس کے قدم کے نیچے سے آسمان تک ایسا نُور بُلند ہوگا جو قِیامت کے دن اس کے لئے روشن ہوگا۔ اور دو جُمعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے ہوں گے وہ بخش دیئے جائیں گے۔[13]

محترم قارئین! قراٰنِ مجید کا پڑھنا، پڑھانا اور سننا سنانا سب ثواب کا کام ہے۔ اس کا ایک حَرف پڑھنے پر 10 نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور اس کی تلاوت دِلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے، رب کی بارگاہ میں قیامت کے دن قراٰنِ کریم اپنی تلاوت کرنے والوں کی سفارش کرے گا۔ لہٰذا خوب تلاوتِ قراٰن کیجئے۔

(بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

(1) پ27، الحدید: 12 (2) صراط الجنان، 9/727 (3) ابوداؤد، 1/232، حدیث: 561 (4) صحیح ابن حبان، 3/246، حدیث: 2044 (5) معجم کبیر، 8/142، حدیث: 7633 (6) مسند احمد، 2/574، حدیث: 6587 (7) مسلم، ص115، حدیث: 223 (8) مرآۃ المناجیح، 1/232 (9) مجمع الزوائد، 10/77، حدیث: 16770 (10) شعب الایمان، 1/412، حدیث: 567 (11) مجمع الزوائد، 10/96، حدیث: 16830 (12) التفسیر من سنن سعید بن منصور، 1/52، حدیث: 9- فضائل القرآن لابن الضریس، ص45، حدیث: 56 (13) الترغیب والترھیب، 1/298، حدیث: 2۔

حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

حِجّۃُ الوَداع کے موقع پر مِنیٰ میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عبد اللہ بن حُذَافہ رضی اللہ عنہ کو ایک بات لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا تو وہ جگہ جگہ سے گزرتے ہوئے یہ اعلان کرتے جاتے: (ذی الحجہ کے 10، 11، 12، 13) ان دنوں میں روزہ مت رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! حضرت ابو حذافہ عبدُ اللہ بن حُذافہ سہمی رضی اللہ عنہ قدیمُ الاسلام صحابی ہیں[2] آپ حبشہ کی جانب دوسری ہجرت میں اپنے بھائی حضرت قیس کے ہم سفر رہے[3] آپ بدری صحابی ہیں یا نہیں اس بات میں اختلاف ہے[4] اس کے علاوہ اُحد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں شرکت کی[5] سن 7ھ میں آپ نے سفیرِ مصطفےٰ بن کر خطِ مبارک شاہِ ایران کسریٰ کے دربار میں پہنچایا،[6] آپ کا شمار فتحِ مصر کے مجاہدین میں ہوتا ہے[7] حضرت عَمْرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ کو اسکندریہ (مصر) میں اپنا نائب مقرر کیا۔[8]

بارگاہِ رسالت سے اصلاح ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے قراءت کرنے لگے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ حذافہ! تم مجھے مت سناؤ، اللہ کو سناؤ۔[9]

ملکِ روم کے قیدی بنے 19ھ میں رومیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا تھا۔[10] واقعہ کچھ یوں ہے: ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ملکِ روم کی جانب ایک لشکر بھیجا،[11] دورانِ جنگ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک رومی کمانڈر کو قتل کر دیا پھر اسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں تھے کہ آپ کا سامنا ایک اور رومی کمانڈر سے ہوا تو اس نے اپنے مقتول ساتھی کا گھوڑا پہچان لیا یہ دیکھ کر وہ آپ کی طرف لپکا وہ پہاڑ کی طرح سخت جان تھا اس نے آپ کو اپنے آپ سے چمٹا لیا اور کھینچتا ہوا اپنے لشکر میں لے گیا وہاں آپ کو زنجیروں سے باندھ دیا گیا[12] اور مار مار کر بے ہوش کر دیا گیا پھر قیدی بنا کر قسطنطنیہ میں بادشاہ کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیج دیا کہ یہ محمد عربی کے ساتھی ہیں۔[13] بادشاہ نے آپ کو تکالیف دینے کا حکم دیا آپ نے ان تکالیف پر صبر کیا اس کے بعد آپ کو ایک کمرے میں بند کر دیا اور سامنے شراب اور سُوَر کا گوشت ڈال دیا تین دن گزر گئے لیکن آپ نے اس میں سے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ سپاہیوں نے بادشاہ کو خبر دی تو بادشاہ نے کہا: اسے وہاں سے نکال لو ورنہ وہ وہیں مر جائے گا۔[14]

دوسری طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی رہائی کے لئے شاہِ روم کے نام ایک خط لکھا، بادشاہ نے خط پڑھا (تو اسے آپ کی اہمیت اور قدر و منزلت کا اندازہ ہوا) پھر آپ کو دربار میں طلب کیا، آپ فرماتے ہیں: میں وہاں پہنچا تو بادشاہ کے سر پر تاج تھا اور چاروں طرف سپاہی تھے میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: قریش قبیلہ کا ایک مسلمان ہوں، پوچھا: تمہارا تعلق تمہارے نبی کے گھر سے ہے؟ میں نے کہا: نہیں، بادشاہ بولا: تم ہمارے دین پر آجاؤ میں اپنے کسی کمانڈر کی بیٹی سے تمہاری شادی کروادوں گا، میں نے کہا: خدا کی قسم! میں دینِ اسلام کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا، اس نے کہا: ہمارا دین قبول کر لو میں تمہیں بہت سارا مال، لونڈی غلام اور ہیرے دوں گا۔ پھر کچھ جواہرات منگوائے اور کہا: میرے دین میں آجاؤ یہ سب تمہیں مل جائیں گے، میں نے کہا: نہیں،

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ، کراچی

اگر تم مجھے اپنی اور اپنی قوم کی جائیداد بلکہ اپنی ملکیت کی ہر ہر چیز بھی دوگے تو بھی دینِ اسلام نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا: میں تمہیں بری موت ماروں گا، میں نے کہا: تم میرے ٹکڑے کردو یا مجھے آگ میں جلادو میں اپنا دین نہیں چھوڑوں گا، یہ سُن کر بادشاہ غصے میں آگیا[15] اور کہنے لگا: اب میں تمہیں قتل کردوں گا، میں نے کہا: تم یہی کرسکتے ہو۔ پھر آپ کو تختہ پر چڑھا دیا گیا تو بادشاہ نے (آہستہ سے) تیر انداز سے کہا: تیر بدن کے قریب پھینکنا (تیر انداز نے تیر جسم کے قریب پھینکے لیکن آپ بالکل بھی خوف زدہ نہ ہوئے) بادشاہ نے پھر عیسائی بننے کی پیشکش کی مگر آپ نے انکار کردیا آخر کار آپ کو تختہ سے نیچے اتار لیا گیا۔[16]

ایک روایت کے مطابق بادشاہ نے تانبے کی گائے منگوائی اور اس میں تیل بھر کر جوش دینے کا حکم دیا، پھر (جب تیل کھولنے لگا تو) بادشاہ نے ایک مسلمان قیدی کو بلایا اور اسے عیسائی بننے کا کہا لیکن اس مسلمان نے بھی انکار کردیا یہ دیکھ کر بادشاہ نے اسے گائے میں ڈلوا دیا فوراً ہی (گوشت پوست سب جل گیا اور) ہڈیاں ظاہر ہو گئیں۔ بادشاہ نے آپ سے پھر کہا: عیسائی بن جاؤ ورنہ میں تمہیں بھی اس گائے میں پھینک دوں گا۔ آپ نے کہا: میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا؟ بادشاہ نے آپ کو گائے میں ڈالنے کا حکم دے دیا، سپاہیوں نے آپ کو پکڑا (اور گائے کے قریب لائے) تو آپ رونے لگے، سپاہی کہنے لگے: بس! گھبرا گئے اور رو رہے ہو، بادشاہ نے کہا: انہیں گائے سے پیچھے کردو۔ یہ دیکھ کر آپ نے کہا: میں گائے میں ڈالے جانے کے خوف اور ڈر سے نہیں رویا، میں تو اس وجہ سے رویا ہوں کہ میرے پاس یہی ایک جان ہے جو ابھی راہِ خدا میں جسم سے جدا ہو جائے گی میں تو اس بات کو پسند کررہا تھا کہ ہر بال کے بدلے ایک ایک جان ہوتی پھر تم مجھ پر غلبہ پالیتے اور ہر جان کے ساتھ یہی سلوک کرتے۔ آپ کی یہ بات سُن کر بادشاہ حیرت زدہ ہو گیا اور آپ کو آزاد کرنے کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہو گئی لہٰذا کہنے لگا: تم میرا ماتھا چوم لو میں تمہیں آزاد کردوں گا، آپ نے منع کردیا، بادشاہ نے کہا: نصرانی ہو جاؤ میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کردوں گا اور اپنی آدھی سلطنت تمہیں دے دوں گا، آپ نے اب بھی انکار کیا، آخر کار وہ کہنے لگا: میری پیشانی چوم لو، میں تمہارے ساتھ 80 مسلمان قیدیوں کو آزاد کردوں گا، آپ نے کہا: ہاں! یہ کرسکتا ہوں، پھر آپ نے اس کے ماتھے کو چوم لیا، بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کے ساتھ 80 مسلمان قیدیوں کو آزاد کردیا۔[17]

بعض روایتوں میں 100 کا اور بعض میں 300 قیدیوں کا ذکر ہے اور ساتھ میں آپ کو 30 ہزار دینار، 30 خادم اور 30 خادمائیں تحفہ میں بھی دیں۔ آپ آزاد ہونے والے مسلمانوں کو لے کر بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوئے اور پوری تفصیل کہہ سنائی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ حضرت اِبنِ حُذافہ کا ماتھا چومے اور میں سب سے پہلے اِبنِ حُذَافَہ کا ماتھا چوموں گا، یہ کہہ فاروقِ اعظم نے آپ کا ماتھا چوم لیا[18] یہ دیکھ کر دیگر مسلمان بھی کھڑے ہو کر آپ کے سر کو چومنے لگے۔[19] (بعد میں) بعض لوگ آپ سے مزاح کیا کرتے کہ آپ نے ایک کافر کا ماتھا چوما ہے، تو آپ یوں فرما دیتے کہ اس ایک چومنے کے بدلے اللہ نے 80 مسلمانوں کو آزادی دلوائی ہے۔[20]

اللہ اللہ! رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحبت پانے والے صحابۂ کرام کا ایمان کیسا مضبوط ہوا کرتا تھا کہ مال وزر، جائیداد، سلطنت اور حسین عورتوں سے نکاح کی پیشکش بھی ہوتی تو ایمان کے مقابلے میں کسی پیشکش کو قبول نہ کرتے اور ایمان پر ثابت قدم رہتے۔ اللہ کریم! صحابہ کے ایمان کے صدقے ہمارے ایمان کو بھی مضبوط فرمائے، اٰمین۔

وفات آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال خلافتِ عثمانی تقریباً 33ھ مصر میں ہوا، اور یہیں آپ کی تدفین ہوئی۔[21]

---

(1)مسند احمد، 3/593، حدیث:10669- معجم الصحابہ للبغوی، 3/541 (2)اعلام للزرکلی، 4/78 (3)الاستیعاب، 3/24 (4)المنتظم، 5/32 (5)النجوم الزاہرہ، 1/116 (6)تاریخ ابن عساکر، 27/357 (7)المنتظم، 5/32 (8)فتوح البلدان، ص310 (9)مسند بزار، 14/297، حدیث:7906 (10)الاستیعاب، 3/26 (11)سیر اعلام النبلاء، 3/358 (12)فتوح الشام، 2/11 (13)تاریخ ابن عساکر، 27/358، 360 (14)سیر اعلام النبلاء، 3/359 ملخصاً (15)فتوح الشام، 2/12 (16)سیر اعلام النبلاء، 3/358 (17)معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 3/121 ملخصاً (18)سیر اعلام النبلاء، 3/358، 359 ملتقطاً (19)جامع المسانید، 5/158 (20)معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 3/122 (21)المنتظم، 5/32- اعلام للزرکلی، 4/78۔

شہرِ حمص

حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

قارئینِ کرام! حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو بھی کم سِنی میں صحابیِ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ حضرت بشیر اور حضرت عَمرہ کے بیٹے ہیں، سِن 2 ہجری میں مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے، ہجرت کے بعد انصار صحابہ کے یہاں سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔[1]

ولادت کے بعد کرم نوازی آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ آپ کو لے کر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہ عنہ کو گھُٹی دی اور یہ بشارت سنائی: یہ (بچہ) قابلِ تعریف زندگی گزارے گا، شہید ہوگا اور جنّت میں داخل ہوگا۔[2]

بچپن کا واقعہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا ایک یادگار واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے دو خوشے عطا کئے اور اشارہ کرکے فرمایا: اسے تم کھالینا اور اسے اپنی والدہ کو دے دینا، میں نے دونوں خوشے کھالئے۔ بعد میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے دریافت فرمایا تو میں نے عرض کی: وہ میں نے کھالئے، یہ سُن کر رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے (شفقت سے) کان سے پکڑلیا۔[3]

روایاتِ احادیث آپ رضی اللہ عنہ سے 114 احادیثِ مبارکہ مروی ہیں،[4] چنانچہ ایک روایت میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت ہے، پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قراٰنِ کریم کی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۠(۶۰)﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہوکر۔)[5] صراطُ الجنان میں ہے کہ امام فخر الدین رازی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات ضروری طور پر معلوم ہے کہ قیامت کے دن انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے ہی نفع پہنچے گا اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونا انتہائی اہم کام ہے اور چونکہ عبادات کی اَقسام میں دُعا ایک بہترین قسم ہے اس لئے یہاں بندوں کو دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا گیا۔[6]

وصال حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہ عنہ 8 سال 7 ماہ کے تھے۔[7] آپ رضی اللہ عنہ نے حِمص شام میں 64 ہجری کے آخر یا 65 ہجری کے شروع میں شہادت پائی۔[8]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خاتَمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) البدایۃ والنہایہ، 5/760 (2) البدایۃ والنہایہ، 5/760 (3) الاستیعاب، 4/61- معجم اوسط، 1/515، حدیث: 1899 (4) سیر اعلام النبلاء، 4/494 (5) ترمذی، 5/166، حدیث: 3258- پ24، المؤمن: 60 (6) صراط الجنان، 8/- تفسیر کبیر، المؤمن، تحت الآیۃ: 60، 9/527 (7) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 4/320 (8) سیر اعلام النبلاء، 4/495- تاریخ ابن عساکر، 62/127۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

مزار خواجہ عارف ریوگری

مزار میاں وڈا حضرت محمد اسماعیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مزار مولانا غلام قادر اشرفی

شوّالُ المکرّم اسلامی سال کا دسواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 97 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شوّالُ المکرّم 1438ھ تا 1444ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

شہدائے غزوۂ حنین: یہ غزوہ فتحِ مکّہ کے بعد 10 شوال 8ھ کو مکہ سے طائف کی جانب 30 کلو میٹر دور حُنین کے مقام پر بنو ہوازِن اور بنو ثَقِیف سے ہوا، صحابۂ کرام کی تعداد 12 ہزار اور کفار 25 ہزار تھے، مسلمانوں کو فتح ہوئی، اس میں 4 صحابۂ کرام شہید ہوئے۔[1]

1 حضرت یَسار راعی رضی اللہ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے غلام تھے، جو غزوۂ بنو مُحارِب وثعلبہ[2] میں حاضر ہوئے، اچھی طرح نماز پڑھنے کی وجہ سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں آزاد فرما کر اپنی اونٹنیاں چرانے کی خدمت عطا فرمائی، شوال 6ھ میں بنو عُرَینہ وعُکل کے مرتدین نے انہیں شہید کر دیا، انہیں قُبا (نزد مدینہ شریف) لاکر دفن کیا گیا۔ اسی واقعہ کی وجہ سے سَرِیہ کُرز بن جابر ہوا۔[3]

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

2 قطبِ وقت حضرت سدید الدین حذیفہ بن قتادہ مَرْعَشی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مَرعَش (صوبہ قہرمان، ترکی) میں ہوئی اور یہیں 24 شوال 252ھ کو وصال فرمایا، آپ تبع تابعی، عالم وفقیہ، عبادت گزار، متواضع، نابغۂ عصر، حلیم الطبع اور ولی کامل تھے، آپ نے حضرت سفیان ثوری اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہما کی صحبت پائی اور آخر الذکر سے خلافت حاصل کی۔ حضرت یوسف بن اَسباط رحمۃ اللہ علیہ آپ کے رفیق اور حضرت ابوہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ ہیں۔[4]

3 غوثِ دوراں حضرت ابوہبیرہ امین الدین بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بصرہ میں 167ھ میں ہوئی اور یہیں 120 سال کی عمر میں 7 شوال 287ھ کو وفات پائی، آپ حافظِ قراٰن، عالم دین، صوفیِ باصفا، کثیرُ المجاہدات اور طویلُ العمر تھے۔ کشف و کرامات اور خوارقِ عادات میں مشہور تھے۔ تلاوتِ قراٰن اور نفلی روزے رکھنے میں کثرت فرمایا کرتے تھے۔[5]

4 حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 27 رجب 551ھ کو ریوگر نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور یہیں یکم شوال 715ھ کو طویل عمر پاکر وصال فرمایا، آپ علم و حلم، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور رُشد وہدایت میں مشہور تھے۔[6]

5 میاں وڈا حضرت محمد اسماعیل سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 995ھ کو موضع ترگراں پوٹھوہار کے معزز کھوکھر گھرانے میں ہوئی اور 5 شوال 1085ھ میں وصال فرمایا۔ مزار

* رکن مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

مبارک درس میاں وڈا صاحب مغل پورہ لاہور میں مرجعِ خلائق ہے۔ آپ مادر زاد ولی، حافظِ قراٰن، علوم و فنون میں کامل، صاحبِ کرامات اور کثیرُ الفیض تھے۔[7]

6 خواجہ مجاہد حضرت شاہ غلام جیلانی صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1163ھ میں ہوئی اور 17 شوال 1235ھ کو وصال فرمایا، آپ ظاہری و باطنی حسن سے مالا مال، عالمِ دین، پیرِ کامل اور حضرت شاہ بدرالدین اوحد کے فرزند دلبند تھے۔ مزار شریف قلعہ اندرون رہتک میں ہے۔[8]

7 عمِ محترم امام المحدّثین، صوفی کامل حضرت میاں صاحب مولانا سیّد نثار علی شاہ مشہدی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت غالباً 1245ھ کو الور کے سادات گھرانے میں ہوئی اور یہیں 6 شوال 1328ھ کو وصال فرمایا، آپ درسِ نظامی کے فاضل، جید عالمِ دین، سلسلہ قادریہ راجشاہیہ اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کے شیخِ طریقت تھے، یہ الور کی ہر دل عزیز شخصیت اور مرجعِ خاص و عام تھے، مشہور سنی عالمِ دین، امامُ المحدثین مفتی سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری ان کے بھتیجے اور خلیفہ ہیں۔[9]

علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

8 الاستاذ حضرت علّامہ ابو محمد عبداللہ بن محمد حارثی سبذمونی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 258ھ اور وفات شوال المکرم 340ھ کو ہوئی، آپ کثیرُ الحدیث، محدثِ عصر، فقیہِ زمانہ، شیخُ الحنفیہ ماوراءُ النہر، استاذُ العلماء اور صاحبِ تصنیف تھے، آپ کی تصنیف کشفُ الآثار فی مناقب ابی حنیفہ مطبوع ہے۔[10]

9 مجاہدِ جنگ آزادی حضرت مولانا فیض احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1223ھ کو بدایوں یوپی ہند میں ہوئی اور غالباً شوال 1274ھ کو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ علّامہ فضلِ رسول بدایونی کے بھانجے و شاگرد، علومِ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر، اپنے نانا علّامہ عبدالمجید بدایونی کے مرید تھے، جنگِ آزادی 1857ء میں بھرپور حصہ لیا اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔[11]

10 استاذُ العلماء علّامہ فتح محمد اچھروی رحمۃ اللہ علیہ جید عالمِ دین و مدرس درسِ نظامی، مرید خواجہ عبدالرسول قصوری ابن خواجہ دائم الحضوری، صاحبِ کتاب صلٰوۃ القرآن بمتابعۃ حبیب الرحمٰن اور صاحب تقویٰ و پرہیز گاری تھے۔ آپ کا وصال 29 شوال المکرم 1335ھ کو ہوا، تدفین اچھرہ قبرستان میں کی گئی۔[12]

11 امامُ المعقولات مولانا محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ موضع بدھو ضلع راولپنڈی میں تخمیناً 1301ھ کو پیدا ہوئے، آپ علّامہ فضل حق رامپوری کے شاگرد، پیر مہر علی شاہ کے مرید، علومِ معقولات کے ماہر، کثیرُ التلامذہ اور پنجابی، پشتو، فارسی وغیرہ زبانوں میں کامل دسترس رکھنے والے تھے۔ آپ نے 11 شوال 1383ھ کو جائے پیدائش میں وصال فرمایا۔[13]

12 مبلغِ اسلام حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 14 محرم الحرام 1323ھ کو ریاست فرید کوٹ ضلع فیروزپور، مشرقی پنجاب ہند میں ہوئی اور 2 شوال 1399ھ کو وفات پائی، خانقاہ اشرفیہ، برلب جی ٹی روڈ، لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں مدفون ہیں۔ آپ فاضل جامعہ نعیمیہ مراد آباد، خطیبُ العصر، مدرس درس نظامی، 17 کتب و رسائل کے مصنف، فعال راہنما، اردو، ہندی، باشا، گورمکھی، گیانی اور سنسکرت زبانوں کے ماہر، حضرت شاہ سیّد علی حسین اشرفی اور شیخ الفضیلت علّامہ ضیاءُ الدین احمد مدنی کے خلیفہ اور مجاہدِ تحریک ردِارتداد و تحریک پاکستان تھے۔[14]

---

(1) مصور غزوات النبی، ص56 (2) اس کو غزوۂ غطفان یا غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں، یہ ربیع الاول 3ھ میں سرزمین نجد میں ہوا (3) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، 4/422- مغازی الواقدی، المقدمۃ، ص33، 1/193، 2/568- سبل الہدیٰ والرشاد، 6/115 (4) حلیۃ الاولیاء، 8/295- تحفۃ الابرار، ص43 (5) تحفۃ الابرار، ص44- اقتباس انوار، ص258 (6) حضرات القدس مترجم، 1/136- تاریخ مشائخ نقشبند، ص130 (7) تحقیقات چشتی، ص 387 تا 397 (8) ملت راجشاہی، ص96، 97 (9) سیدی ابوالبرکات، ص117- روشن تحریریں، ص139 (10) سیر اعلام النبلاء، 12/87- کشف الآثار فی مناقب ابی حنیفہ، ص20 (11) مولانا فیض احمد بدایونی، ص17، 33، 34 (12) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 369، 370 (13) تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت، ص466، 467 (14) سوانح اشرف المشائخ، ص7، 13، 25، 27۔

تذکرہ خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت

مولانا سلمان عطاری مَدَنی*

جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت، حضرت مولانا حاجی عبید رضا عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت، ولیِ کامل حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے لختِ جگر، بڑے بیٹے اور سلسلہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں آپ کے خلیفہ و جانشین ہیں۔ امیرِ اہلِ سنّت کی تربیت و تعلیم کے نمایاں آثار آپ کی ذات میں نظر آتے ہیں۔ خوفِ خدا، عشقِ رسول، حقوقُ اللہ و حقوقُ العباد کی رعایت اور دیگر بیسیوں اوصاف آپ کی ذات میں پائے جاتے ہیں۔

جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت کے تذکرۂ خیر اور ان کے نیک کردار سے سیکھنے کو بہت کچھ ملتا ہے۔ آیئے چند واقعات ملاحظہ کیجئے:

ڈرائیونگ اور حسنِ اخلاق

جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت کے ساتھ سفر کرنے والے ایک مدنی عالمِ دین کا بیان ہے کہ ہم شہزادہ حضور کے ساتھ ایک بار سفر پر تھے۔ راستے کا حال کیا بتاؤں کہ بہت عجیب حالات تھے۔ ڈرائیور صاحبان کا طرزِ ڈرائیونگ بالکل مناسب نہ تھا، رستہ نہ دینا، ہائی اسپیڈ لین سے نہ ہٹنا اور غلط اوور ٹیکنگ کرنا عام تھا۔ ایسے میں عموماً ڈرائیور کو غصہ بھی آتا ہے اور کبھی زبان بھی بے قابو ہو جاتی ہے مگر مجال ہے کہ جانشینِ امیرِ اہلِ سنت کے چہرے پر ناگواری یا غصے کے اثرات آئے ہوں یا آپ نے اپنی زبان سے کوئی نامناسب جملہ نکالا ہو۔ کمال اطمینان سے آپ گاڑی کو جانبِ منزل لئے جا رہے تھے۔ رستے میں بارش اور پانی تھا اس دوران مزید احتیاط کے ساتھ گاڑی ڈرائیو کی۔

ایک جگہ بارش کا بہت پانی جمع تھا آپ نے دیکھا کہ ایک موٹر سائیکل والا ایک جانب کھڑا ہے اور وہ اپنے آپ کو یوں سمیٹ رہا ہے جیسے پانی کے چھینٹوں سے بچنا چاہ رہا ہے، عام طور پر دیکھا ہے کہ لوگ بارش کے کھڑے پانی یا کیچڑ میں سے بھی ایسے گاڑی لے کر گزرتے ہیں کہ پانی اور کیچڑ اڑاتے جاتے ہیں اور لوگوں کے کپڑے آلودہ کر دیتے ہیں۔

مگر آپ نے اُس موٹر سائیکل والے بھائی کے لیے گاڑی کو بہت ہی آہستہ گزارا تاکہ اس پر پانی کے چھینٹے نہ گریں۔

کاش یہ احساس ہمیں بھی ہو جائے کہ لوگوں کی تشویش کو دور کیا جائے، آسانیاں دی جائیں اور لوگوں کے لئے مشکلات پیدا نہ کی جائیں۔

وضو اور نماز میں بھی حقوق العباد کا خیال

ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے کہ ایک سفر کے دوران ہم نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لئے ایک پرائیویٹ آفس میں گئے۔ یہ آفس ٹول پلازہ کے قریب تھا اور اندر دریاں بچھی ہوئی تھیں۔ جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت کے ساتھ ہم نے آفس کے نَل سے وضو

*مدنی چینل

کیا اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد جب ہم باہر نکلے تو ہماری توجہ گئی کہ آفس کے علاوہ الگ سے مسجد اور وضو خانہ بھی موجود ہے۔ جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت نے فرمایا: عوام کے لئے مسجد، واش روم اور وضو خانہ بنا ہوا ہے۔ ہم نے اُن کے آفس کا پانی وغیرہ استعمال کرلیا ہے، ضروری ہے کہ ان سے معذرت کرلی جائے۔ چنانچہ میں ایک اسلامی بھائی کو ساتھ لے کر آفس کے انچارج افسر کے پاس پہنچا اور ان کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ سن کر حیران بھی ہوئے کہ اتنی باریکی تک حق تلفی کی سوچ آج بھی پائی جاتی ہے اور کہنے لگے کہ ایسی کوئی پریشانی والی بات نہیں لوگ یہاں پر بھی وضو کرکے نماز ادا کرتے ہیں اور ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ اور پابندی نہیں۔ ہم اُن کو خوشبو کا تحفہ دے کر باہر آئے تو جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت نے ہم سے ساری معلومات لیں کہ کیا بات ہوئی اور نتیجہ کیا نکلا۔ ساری بات اطمینان سے سننے اور یقین ہوجانے کے بعد کہ کسی قسم کی کوئی حق تلفی نہیں ہوئی اور ہم کسی حق العبد میں مبتلا نہیں ہوئے، آپ نے گاڑی کو جانبِ منزل چلانا شروع کیا۔

ازدواجی زندگی اور جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت کی سوچ

جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت کا ازدواجی زندگی میں بھی کردار بہت اعلیٰ ہے۔ ایک انسان کو کس طرح اپنی شریکِ حیات کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہئے اس کی ایک بہت شاندار مثال آپ کی زندگی میں ملتی ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ مرحومہ اُمِّ اُسید عطاریہ بیمار تھیں اور انہیں کافی آزمائش تھی۔ ایک بار ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کی اہلیہ محترمہ کی بیماری آپ کے بہت سے معاملات کے لئے رکاوٹ نہیں بنتی؟ اس شخص کا کہنا ہے کہ میری مراد یہ تھی کہ آپ انہیں چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت نے فوراً جواب دیا کہ ہاں رکاوٹ تو ہوتی ہے مگر زندگی کا حصہ ہے۔ مزید فرمایا کہ فرض کریں میں اسی حالت میں ہوتا جس میں یہ ہیں تو میں کیا چاہتا کہ یہ مجھے چھوڑ جائیں یا میرے ساتھ رہیں۔ پھر حدیثِ پاک کی طرف اشارہ کیا کہ ”مسلمان وہ ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے دوسرے کے لئے بھی وہ ہی پسند کرے اور جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے وہ دوسرے کے لئے بھی ناپسند کرے“ تربیتِ عطار کے شاہکار کا جواب حیران کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے حدیثِ پاک پر دل و جان کے ساتھ عمل کرنے کی مہک سے مشامِ جاں معطر کررہا تھا۔

جب یہ بات ہوئی تو وہاں میڈیا کے کچھ لوگ بھی تھے جو آپ کی یہ بات سن کر بڑے حیران ہوئے۔ کیونکہ مذہبی لوگوں کے بارے میں دشمنانِ اسلام نے یہ غلط اور باطل رائے پھیلا رکھی ہے کہ یہ لوگ عورتوں کا استحصال کرتے ہیں یا عورتوں کے ساتھ ان کا انداز اچھا نہیں ہوتا۔ عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں وغیرہ۔ بیمار اور بسترنشین خاتونِ خانہ سے جانشینِ امیرِ اہلسنّت کی کمال مہربانی، دینِ اسلام کی تعلیمات اور دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول اور مرشدی عطار کی صحبت فیض اثر کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

تعارفِ ماہنامہ فیضانِ مدینہ
مضامینِ تفسیرِ قراٰنِ کریم

قراٰنِ کریم کتابِ ہدایت ہے جو کہ ہماری ایمانی، عملی، معاشرتی، معاشی، ازدواجی، اخلاقی الغرض ہر ہر جہتِ زندگی کے اعتبار سے راہنمائی کرتا ہے۔ انہی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں مستقل طور پر مضمون "تفسیرِ قراٰنِ کریم" شامل ہوتا ہے۔ یہ مضمون شیخ التفسیر مفتی محمد قاسم عطّاری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ تحریر فرماتے ہیں اور لُطف کی بات یہ کہ یہ مضمون تفسیر صِراطُ الجِنان کے علاوہ لکھا جاتا ہے۔ اب تک اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تفسیر کے 89 مضامین شائع ہوچکے ہیں، جن میں سے چند مضامین کی فہرست ذیل میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ تفسیر کا منفرد مضمون ہر ماہ پابندی سے پڑھنے کے لئے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی بکنگ کروائیں اور "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" گھر پر حاصل کریں نیز یہ تمام مضامین دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ آپ بھی ان مضامین کا مطالعہ کیجئے، پڑھ کر دوسروں کو بیان کیجئے اور ممکن ہو تو سوشل میڈیا پر شیئر بھی کیجئے۔ یہ تمام مضامین اس QR-Code کے ذریعے بھی پڑھ اور شیئر کرسکتے ہیں۔

موضوع	موضوع	موضوع
اللہ عزوجل کا پیارا کیسے بنیں؟	خدا چاہتا ہے رضائے محمد	انسان اور قرآن (دو قسطیں)
جھوٹی گواہی اور الزام تراشی کی مذمت	ذکر مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم	جنت کی طرف جلدی کرو
اسلام ہی مدارِ نجات ہے	اولیاء کرام کا تقویٰ	نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوبصورت شانیں
روزہ پاکیزہ زندگی اپنانے کا نسخہ	مقام صدیقیت کی حقیقت	عظیم ہستیوں کا قرب پانے کا سب سے بڑا ذریعہ
عاشقوں کی عبادت	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان	اللہ عزوجل اور بندوں کے حقوق
گناہوں سے پاک حج	محبت الٰہی اور اس کی نشانیاں	صاحبانِ فضل و تقویٰ کے سردار اور اہل فضیلت کا کردار
عمارتِ نبوّت کی آخری اینٹ	برائی کا بدلہ اچھائی سے	وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
صالحین سے مخلوق کی محبت	حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا خوبصورت تذکرہ	تربیت اولاد کا قرآنی منہج
اُمتی پر حقوقِ مصطفیٰ	اہل ایمان کے امتحان کا ایک واقعہ	حقیقی کامیابی اور اس کے حصول کا طریقہ (تین قسطیں)
شانِ ولی	مومن تو یہ ہیں	قرآن اور صدیق اکبر کی شان (دو قسطیں)
شیطانوں کی دو قسمیں	سورۂ کوثر اور شانِ رسول	راہ خدا میں خرچ کی ترغیب کے قرآنی اسالیب (دو قسطیں)
شانِ صدیقِ اکبر	دلوں کی حالتیں (تین قسطیں)	خدا کی شان
اَسرارِ روزہ اور اس کی باطنی شرائط	زکوٰۃ کی حکمتیں اور آداب	مردِ مؤمن (دو قسطیں)
دُعا کی عظمت و فضیلت اور حکمتیں	صدیق اکبر اور رضائے الٰہی	اعتکاف ایک روحانی انقلاب
استقامت	تقویٰ کی سات اقسام قرآن و حدیث کی روشنی میں	تزکیہ نفس کا قرآنی منہج
استقامت پانے کے طریقے	گناہ نیکیوں میں تبدیل ہوجاتے ہیں	صبر اور انبیاء (دو قسطیں)

فلسطین میں انبیاءِ کرام کے مزارات (قسط:03)

مولانا احمد رضا مغل عطّاری مدنی*

سرزمین فلسطین نہایت مبارک اور محترم جگہ ہے یہ سرزمین آسمانی پیغامات اور رسالتوں کا منبع اور سرچشمہ رہی انبیا و رسل کی جائے مستقر رہی ہے قراٰن مجید میں بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ[1] سے اس مقام کو عزت بخشی یہیں سے سرور دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو معراج کروائی گئی، یہی سرزمین ارض محشر ہے اس زمین میں جہاں کئی انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں کئی حضرات نے یہاں زندگی گزاری، اسی طرح کئی انبیاءِ کرام کے مزارات آج بھی اس سرزمین پر موجود ہیں۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بیتُ المقدس میں ایک ہزار انبیاء کرام علیٰ نبیّنا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور ہیں۔[2]

یہاں چند ایک انبیاء کرام کا ذکر خیر ملاحظہ کیجئے!

1 ابو البشر حضرت آدم علیہ السّلام

حضرت آدم علیہ السّلام کی تدفین کے مقام سے متعلق مؤرخین کا اختلاف ہے مشہور یہ ہے آپ علیہ السّلام کو ہند میں اسی مقام میں اسی پہاڑ کے پاس دفن کیا گیا تھا جس پر آپ علیہ السّلام جنت سے اترے تھے، بعض یہ کہتے ہیں کہ مکہ میں جبل ابو قبیس کے پاس دفن ہیں اور بعض کا یہ بھی کہنا ہے جب حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانے میں طوفان آیا تو آپ علیہ السّلام نے حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا جسد مبارک ایک تابوت میں رکھ لیا پھر انہیں بیت المقدس میں دفن کر دیا۔[3]

2 حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام

127 سال کی عمر میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا حبرون (فلسطین) میں وصال ہو گیا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السّلام بہت غمزدہ ہوئے، اس کے بعد آپ علیہ السّلام نے ایک شخص سے 400 مثقال سونے میں ایک غار خریدا جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو دفن کیا۔[4]

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا وصال اور تدفین:

آپ علیہ السّلام کی وفات سے متعلق مختلف روایات ہیں جن کی حقیقت اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ آپ علیہ السّلام کی وفات اچانک ہوئی اور علمائے اہل کتاب کے نزدیک حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السّلام بیمار ہوئے اور اسی عالم میں دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور حضرت اسماعیل و اسحاق علیہما السّلام نے آپ کو اسی غار میں دفن کیا جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا مدفون تھیں، ایک قول کے مطابق آپ علیہ السّلام کی عمر مبارک 175 سال اور ایک قول کے مطابق 200 برس تھی۔[5]

3 حضرت اسحاق علیہ السّلام

حضرت اسحاق علیہ السّلام 180 سال تک اس جہاں میں رونق افروز رہے۔ ارض مقدس میں آپ علیہ السّلام کی وفات ہوئی اور تدفین حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے مزار پر انوار کے قریب ہوئی۔[6]

4 حضرت یعقوب علیہ السّلام

حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس مصر میں 24 سال خوش حالی کے ساتھ رہے، جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو وصیت کی کہ آپ کا جنازہ ملک شام (موجودہ فلسطین الخلیل شہر)

*مدنی چینل

میں لے جاکر ارض مقدس میں آپ کے والد حضرت اسحاق علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے۔ اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور وفات کے بعد ساج کی لکڑی کے تابوت میں آپ علیہ السلام کا جسد اطہر شام میں لایا گیا اسی وقت آپ علیہ السلام کے بھائی عِیص کی وفات ہوئی آپ دونوں بھائیوں کی ولادت بھی ساتھ ہوئی تھی اور دفن بھی ساتھ ساتھ کئے گئے اور دونوں صاحبوں کی عمر 147 سال تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس روانہ ہوئے۔[7]

5 حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کے مقامِ دفن کے بارے میں اہلِ مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلہ والے حصول برکت کے لئے اپنے ہی محلہ میں دفن کرنے پر مُصر (یعنی اصرار کر رہے) تھے، آخر یہ رائے طے پائی کہ آپ علیہ السلام کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تاکہ پانی آپ علیہ السلام کی قبر سے چھوتا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہلِ مصر فیض یاب ہوں، چنانچہ آپ علیہ السلام کو سنگ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ علیہ السلام وہیں رہے یہاں تک کہ 400 برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام علیہم السلام (یعنی حضرات ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیہم السلام) کے پاس ملک شام میں دفن کیا۔[8]

6 حضرت موسیٰ علیہ السلام

مفتی محمد قاسم عطّاری دامت بَرَکَاتُہُم العالیہ کی سیرت الانبیاء میں ہے: کہا گیا ہے کہ تیہ میں ہی حضرت ہارون اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی وفات ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے چالیس برس بعد حضرت یوشع علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی اور جبارین پر جہاد کا حکم دیا گیا آپ باقی ماندہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر گئے اور جبارین پر جہاد کیا۔[9]

فلسطین کے شہر اریحا کے قریب غور کے مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک موجود ہے۔

7، 8 حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام

حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام دونوں شہر قدس (یروشلم) کی ایک وادی میں کنیسہ جسمانیہ میں ایک ہی مزار میں آرام فرما ہیں۔[10]

9 حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام کا مزار مبارک شہر الخلیل کے قریب حلحول نامی مقام کی بستی میں (جامع النبی متیٰ مسجد میں) واقع ہے۔[11]

10، 11 حضرت یحییٰ و زکریا علیہما السلام

حضرت مریم رحمۃ اللہ علیہا کے مزار کے قریب جبل طور زیتا (جبل زیتون) کے داخلی جانب پہاڑ کے دامن میں ان کے مزار مبارک واقع ہیں۔[12]

(مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہی جبل زیتون سے منسلک وادی قیدرون زکریا سلوان نامی مقام پر حضرت زکریا علیہ السلام کا مزار مبارک موجود ہے۔)

12 حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کو نابلس کے شہر "کفل حارس" میں دفن کیا گیا۔[13]

ان کے علاوہ اور بھی کئی انبیائے کرام اور نفوسِ قدسیہ کے مزارات مبارکہ فلسطین میں واقع ہیں۔

اللہ کریم ان عظیم ہستیوں کے صدقے اہلِ فلسطین کی مدد فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ 15، بنی اسرآءیل: 1 (2) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 2/138 (3) قصص الانبیاء لابن کثیر، ص 73 (4) قصص الانبیاء لابن کثیر، ص 236 تا 237 (5) سیرت الانبیاء ص 334 بحوالہ قصص الانبیاء لابن کثیر، ص 237 (6) تفسیر قرطبی، البقرہ، تحت الآیۃ: 132، 1/104 (7) خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 100، 3/46، 47 (8) تفسیر مدارک، یوسف، تحت الآیۃ: 101، ص 546 - تفسیر خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 101، 3/47 (9) سیرت الانبیاء، ص 649 (10) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 1/218 (11) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 1/267 (12) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 2/119 (13) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 1/202۔

سفرنامہ

(دوسری اور آخری قسط)

افریقہ میں دینی کاموں کی دھومیں

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

لیلونگوے (Lilongwe) میں دینی مصروفیات

اگلے دن 17 جولائی بروز پیر ملاوی کے ایک اور شہر لیلونگوے (Lilongwe) کے لئے روانہ ہوئے، اسی روز رات کو وہاں کی بڑی مسجد میں بیان ہوا اور پھر مدنی مشورہ بھی ہوا۔ 18 جولائی منگل کے دن عاشقانِ رسول کے ایک دینی ادارے میں پہنچے، ادارے کے مہتمم مولانا نبیل صاحب ہیں جو اس وقت ملک سے باہر تھے، ان سے ویڈیو لنک کے ذریعے بات ہوئی، ماشاءاللہ انہوں نے بہت اپنائیت و محبت کا اظہار کیا۔ وہاں نمازِ ظہر ادا کر کے ایئر پورٹ پہنچے کیونکہ اب افریقہ کے ایک اور ملک موزمبیق (Mozambique) کے شہر نمپولا (Nampula) کے لئے سفر کرنا تھا۔

نمپولا (Nampula) کے فیضانِ مدینہ میں بیان

عصر کے وقت نمپولا پہنچے تو ایئر پورٹ پر ہی نمازِ عصر ادا کر کے ہم ایک جگہ فیضان قرآن مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے پہنچے۔ وہاں سے واپسی پر نمازِ مغرب ہم نے فیضانِ مدینہ میں ادا کی، فیضانِ مدینہ دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ اگلے دن 19 جولائی دوپہر میں فیضانِ مدینہ میں مقامی اسلامی بھائیوں میں بیان تھا، اتنی بڑی مقامی تعداد پہلی بار دیکھی تھی، بہر حال بیان کی سعادت ملی اور مقامی زبان میں ترجمہ بھی ہوتا رہا، سننے کا جذبہ صد کروڑ مرحبا! رات کو ایک مسجد میں بھی بیان تھا۔

ماپوتو (Maputo) میں مدنی مشورے اور بیانات

اگلے دن 20 جولائی بروز جمعرات موزمبیق کے شہر ماپوتو (Maputo) پہنچے جہاں رات کو جمعہ مسجد میں بیان تھا ماشآءاللہ! وہاں بھی تعداد مرحبا!! بیان کے بعد رات مدنی مشورہ بھی ہوا۔

اگلے دن جمعہ کی نماز میں بیان کی سعادت ملی جس کے بعد ہم قریبی شہر Kumbeze میں جامعۃُ المدینہ کی تعمیر دیکھنے بھی گئے۔ وہاں عصر سے قبل طلباء کرام نے جس رِقّت بھرے انداز سے نعت و منقبت پڑھی اسے سُن کر آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ نمازِ عصر وہیں ادا کی اور غروبِ آفتاب سے پہلے دعا کا سلسلہ ہوا۔ پھر وہاں سے واپسی کے لئے روانہ ہو گئے لہٰذا نمازِ مغرب راستے میں ایک مسجد میں ادا کی وہاں سے ایک اور گھر جانا ہوا جہاں رات کو پروفیشنلز کے ساتھ ملاقات (meetup) کی ترکیب تھی، وہاں کھانے کا سلسلہ بھی تھا اور اسی دوران دیگر شعبوں کے قیام کی ترکیبیں بنیں۔

ایتھوپیا کے دارالحکومت ادیسا ابابا(Addis Ababa) میں مقامی شیخ اور قاضی صاحب سے ملاقاتیں

اگلے دن 22 جولائی بروز ہفتہ ایتھوپیا(Ethiopia) کے لئے روانہ ہوئے اور رات کو ایتھوپیا کے دارالحکومت ادیسا ابابا (Addis Ababa) پہنچ کر کھانے کے بعد آرام کیا۔ 23 جولائی بروز اتوار ایک مزار پر حاضری ہوئی جسے وہاں زاویہ کہا جاتا ہے۔ وہاں مدنی قافلوں کے تعلق سے بھی اجازت ملی کہ وہیں ایک قدیم مسجد بھی ہے۔ پھر ہم مقامی شیخ کے گھر گئے وہاں بھی مشوروں کا سلسلہ رہا جن میں یہ بھی طے ہوا کہ ایتھوپیا اور صومالیہ(Somalia) سے 15 سے 20 عاشقانِ رسول کینیا(Kenya) کے شہر ممباسہ (Mombasa) جامعۃُ المدینہ میں مختصر کورس کے لئے جائیں گے۔ پھر وہاں کے مقامی قاضی صاحب سے ملاقات ہوئی چونکہ اب تک کی مصروفیات میں رات ہوچکی تھی اس لئے کھانا کھا کر آرام کی ترکیب بنائی۔

آخری دن کی مصروفیات

24 جولائی کو صبح کچھ علماء کی طرف سے ہمیں ناشتے کی دعوت تھی، وہاں حاضر ہوئے اور پھر وہاں سے فارغ ہو کر ایتھوپیا کے شہر جِگ جِگا (Jigjiga) روانہ ہوگئے۔ یہاں یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ یہ جِگ جِگا(Jigjiga) کا پہلا سفر تھا، وہاں پہنچے تو وہاں کے مفتیانِ کرام، اساتذہ، علماء اور طلباءِ کرام نے ہمارا بھرپور استقبال کیا۔

ایتھوپیا میں شیخ حسن بطون اور ان کے شاگرد کے مزار پر حاضری دی پھر تقریباً 120 سال پرانی مسجد میں حاضر ہوئے اور کچھ وہاں برکتیں حاصل کیں۔

جِگ جِگا(Jigjiga) میں لنچ کیا، پھر طلباء اور اساتذہ میں بیان کیا، اس کے بعد ایک بڑے ایریا میں دعوتِ اسلامی کے مرکز کے لئے سنگِ بنیاد کا سلسلہ ہوا، وہاں سے فارغ ہو کر کچے راستے سے ہوتے ہوئے ایئر پورٹ پہنچے، وہاں سے ادیسا ابابا پہنچے، ہمیں ویسے ہی تاخیر ہوچکی تھی اور فلائٹ کا وقت کم رہ گیا تھا، بورڈنگ کے بعد امیگریشن سے فارغ ہوا پھر نمازِ عشاء ادا کی اور جلد از جلد جہاز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس وقت جہاز میں بیٹھا سُوئے کراچی سفر جاری ہے اور تقریباً 3 گھنٹے سفر میں گزر چکے ہیں، مسافروں کی زیادہ تر تعداد سو رہی ہے اور میں 25 جولائی کو یہ سفر نامہ لکھنے میں مصروف ہوں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام ہی اجتماعات اور دیگر تنظیمی و دینی مصروفیات کافی بہتر رہیں۔ سفر نئے نئے تجربات بھی لاتا ہے، کئی تجربات اور مشورے ہاتھوں ہاتھ ذمہ داران سے شیئر کرچکا ہوتا ہوں اور مختلف اہداف بھی طے کئے جاچکے ہوتے ہیں۔ اللہ پاک اس سفر میں اور اب تک کئے گئے تمام گناہوں کو معاف فرمائے اور جو اچھے کام ہوئے انہیں اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نمازِ عید کا طریقہ جاننے کے لئے آج ہی مکتبۃ المدینہ کا رسالہ "نمازِ عید کا طریقہ" دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net یا اس QR کوڈ سے ڈاؤن لوڈ کرکے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

(دوسری اور آخری قسط)

دودھ Milk

مولانا احمد رضا عطاری مَدَنی*

دودھ انسان کی ایک بہترین خوراک ہے۔ یہ ایسی مکمل غذا ہے جو کھانے اور پانی دونوں کی طرف سے کافی ہے، جب حضرت یونس علیہ السّلام کو اللہ کے حکم سے ایک مچھلی نے نگل کر ایک عرصے اپنے پیٹ میں رکھ کر اسی کے حکم سے ساحل پر ڈالا تو اللہ پاک نے ایک پہاڑی بکری کے دودھ ہی کو آپ علیہ السّلام کی غذا اور صحت و توانائی کا ذریعہ بنایا۔[1] اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی اسے اپنی مبارک غذاؤں میں شامل فرمایا جس کے بارے میں کچھ روایات پچھلی قسط میں ذکر ہوئیں اور مزید کچھ روایات یہاں ملاحظہ فرمائیے:

8 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہجرت کے وقت ہم ساری رات اور سارا دن برابر چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور راستہ میں آمد و رفت بند ہوگئی۔ ہمیں ایک بڑا پتھر نظر آیا، ہم اس کے نزدیک اتر پڑے، میں نے اس کے سایہ میں اپنے ہاتھوں سے جگہ صاف کی، اس پر فرش بچھادی اور عرض کی: یارسولَ اللہ! آپ لیٹ جائیں تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس پر لیٹ گئے، پھر میں چل کر اپنے ارد گرد دیکھنے لگا کہ کیا کوئی ہماری تلاش میں آرہا ہے، پس اچانک میں نے دیکھا ایک بکریوں کو چرانے والا اپنی بکریوں کو ہنکاتا ہوا اس طرف آرہا ہے، وہ بھی اسی پتھر کی طرف سایہ میں آرام کرنے کے لئے آرہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا اے لڑکے! تم کس کے غلام ہو؟ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ میں نے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ وہ بولا کہ ہاں! میں نے پوچھا: کیا ہمارے لئے تم ان کا دودھ دوہو گے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں![2] پس اس نے ایک بکری پکڑلی۔ میں نے کہا: اس کا تھن گرد وغبار سے صاف کرلو، پھر میں نے اس سے کہا کہ اپنے ہاتھوں کو بھی جھاڑو۔ اس نے پیالے میں دودھ دوہا۔ میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے پہلے ہی چمڑے کا ایک برتن لایا تھا، میں نے ٹھنڈا کرنے کے لئے دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا کر خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ نے خوب پیا۔ جس سے میری طبیعت خوش ہوئی۔[3]

اب وہ روایات ملاحظہ کیجئے جن میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دودھ نوش فرمانے کا تو ذکر نہیں ہے البتہ دودھ کا ذکر ملتا ہے۔

دودھ کے متعلق 4 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

1 تین چیزیں واپس نہ کی جائیں: تکیہ، تیل اور دودھ۔[4]

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ سیرت مصطفےٰ المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

② جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب کے دریا ہیں، پھر اس سے آگے نہریں نکلتی ہیں۔[5]

③ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کہے: الٰہی! ہم کو اس میں برکت دے اور اس سے بھی اچھا ہمیں کھلا۔ اور جب دودھ پئے تو کہے: الٰہی! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے بھی زیادہ دے کہ دودھ کے سوا ایسی کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پانی سے کفایت کرے۔[6]

④ بہترین صدقہ بہت دودھ والی اونٹنی اور بہت دودھ والی بکری کا عطیہ ہے جو صبح کو برتن بھر کر دودھ دے اور شام کو دوسرا بھر کر۔[7]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے اس پیالہ سے ہر قسم کے شربت شہد، نبیذ، پانی اور دودھ پلائے ہیں۔[8]

احادیث کے نکات

❁ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دودھ نوش فرمانا ثابت ہے۔

❁ اگر میزبان اپنے مہمانوں کو آرام کے لیے تکیہ، سر میں ملنے کے لیے تیل اور پینے کے لیے دودھ پیش کرے تو مہمان اسے رَد نہ کرے بلکہ بخوشی قبول کرے۔[9]

❁ دودھ میں یہ خاصیت ہے کہ یہ بھوک و پیاس دونوں کو دور کرتا ہے لہٰذا یہ غذا بھی ہے اور پانی بھی۔

❁ دودھ میں بچے کی پہلی غذا قدرت کی طرف سے مقرر کی گئی ہے کہ بچہ دنیا میں آکر پہلے کئی ماہ بلکہ دو سال تک ماں کا دودھ ہی پیتا ہے۔[10]

❁ حضراتِ صحابہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے استعمالی برتنوں کو برکت کے لئے اپنے پاس رکھتے تھے اور لوگوں کو زیارت کراتے تھے۔[11]

دودھ کے فوائد

دودھ طبی لحاظ سے مفید اور توانائی بخش غذا ہے، دودھ غذائیت و توانائی سے بھرپور غذا ہے۔ پیدائش کے بعد عموماً انسان کو سب سے پہلی غذا جو دی جاتی ہے وہ دودھ ہے۔ یہ اتنی مؤثر غذا ہے کہ غذائی ماہرین کے نزدیک بچپن میں پیا جانے والا دودھ بڑھاپے تک اپنا اثر رکھتا ہے، بچپن میں دودھ کی کثرت صحت مند زندگی کی ضمانت ہے جبکہ بچپن میں دودھ کی کمی بڑی عمر میں صحت کے مسائل سے دوچار کرسکتی ہے۔ دودھ میں دس سے زیادہ غذائی اجزا جیسے معدنیات، حیاتین، پروٹینز، وٹامن، کیلشیم، نشاستہ اور چکنائیاں وغیرہ پائی جاتی ہیں، یہ سب کی سب طرح طرح کی بیماریوں سے حفاظت کرتی ہیں۔ آیئے! بعض فوائد ملاحظہ کیجئے:

❁ ہڈیوں، جوڑوں، پٹّھوں کو مضبوط کرنے میں دودھ کا استعمال بہت مفید ہے ❁ دودھ کیلشیم کی کمی کو پورا کرنے کے لئے نہایت بہترین ہے۔ اس میں موجود کیلشیم ہڈیوں، جوڑوں اور پٹّھوں کو مضبوط کرتا ہے ❁ جس کو نیند نہ آتی ہو وہ اُبلی ہوئی پیاز گرم دودھ میں ڈال کر استعمال کرے، خوب نیند آئے گی ❁ گرم دودھ میں شکر اور اصلی گھی ڈال کر پینے سے پیشاب کی جلن اور درد میں فائدہ ہوتا ہے ❁ بھینس کے گرم دودھ میں دو بڑے چمچ شہد ملا کر روزانہ پینا جسمانی طاقت بڑھانے کے لئے بے حد مُفید ہے۔[12] ❁ پروٹین کا بہترین ذریعہ ہے ❁ جِلد کو نکھارتا ہے ❁ قبض اور تیزابیت کا خاتمہ کرتا ہے ❁ ذہنی دباؤ میں کمی لاتا ہے ❁ کینسر کے خطرات میں کمی لاتا ہے ❁ دل کی صحت کو بہتر کرتا ہے۔[13]

---

(1) التبصرہ لابن جوزی، 1/328ماخوذاً(2) چرواہے کا اپنے مالک کی اجازت کے بغیر دودھ پیش کرنے کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ مالک کی طرف سے اجازت تھی کہ راہ میں کوئی مسافر مل جائے تو اسے دودھ پلا دیا کرو۔ (فتح الباری، 6/80 تحت الحدیث: 2439) (3) دیکھئے: بخاری، 2/516، حدیث: 3652 (4) ترمذی، 4/362، حدیث: 2799 (5) ترمذی، 4/257، حدیث: 2580 (6) ابوداؤد، 3/475، حدیث: 3730 (7) مسلم، ص857، حدیث: 5237 (8) بخاری، 2/184، حدیث: 2629 (9) مراٰۃ المناجیح، 4/359 (10) مراٰۃ المناجیح، 6/79، 80 (11) مراٰۃ المناجیح، 6/81 (12) گھریلو علاج، ص28، 71، 95 (13) ہیلتھ وائر ویب سائٹ۔

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

حضرت الیاس علیہ السلام کی قرآنی صفات

محمد عثمان سعید
(درجۂ سادسہ جامعۃُ المدینہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

حضرت الیاس علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، قراٰنِ پاک میں آپ علیہ السلام کا نام اِلْ یاسین بھی ہے، یہ بھی الیاس کی ایک لغت ہے جیسے سِینا اور سِیْنِین دونوں طورِ سینا کے نام ہیں ایسے ہی الیاس اور اِلْ یاسین دونوں ایک ہی ذات کے نام ہیں۔ آیئے! حضرت الیاس علیہ السلام کی قراٰنِ کریم میں مذکور 6 صفات پڑھتے ہیں:

1 **کامل ایمان والے** آپ علیہ السلام اعلیٰ درجے کے کامِلُ الایمان بندوں میں سے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ(۱۳۲)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامِلُ الایمان بندوں میں ہے۔

(پ23، الصّٰٓفّٰت:132)

2 **رسالت کی گواہی** قراٰنِ پاک میں آپ علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ(۱۲۳)ؕ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے۔(پ23، الصّٰٓفّٰت:123)

3 **بعد والی امتوں میں ذکرِ خیر کی بقا** اللہ پاک نے بعد میں آنے والی اُمتوں میں آپ علیہ السلام کا ذکرِ خیر باقی رکھا، جیسا کہ قراٰنِ پاک میں ہے: ﴿وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ(۱۲۹)ۙ﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا باقی رکھی۔

(پ23، الصّٰٓفّٰت:129)

4 **خصوصی سلام** اللہ پاک نے آپ علیہ السلام کا نام مبارک لے کر آپ پر خصوصی سلام بھیجا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ(۱۳۰)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: سلام ہو الیاس پر۔(پ23، الصّٰٓفّٰت:130)

5 **بعثت اور قوم کی تبلیغ** اللہ پاک نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بَعلَبک والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو آپ علیہ السلام نے قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ(۱۲۴) اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ(۱۲۵)ۙ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآىٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ(۱۲۶)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں کیا بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا۔

(پ23، الصّٰٓفّٰت:124 تا 126)

6 **قوم کا جھٹلانا** قوم نے حضرت الیاس علیہ السلام کی نصیحت قبول کرنے کی بجائے اللہ پاک کی وحدانیت اور آپ علیہ السلام کی رسالت کو جھٹلایا۔ قیامت کے دن اس قوم کے کفار ضرور عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوں گے اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور

ان کے برعکس اللہ پاک کے وہ برگزیدہ بندے جو حضرت الیاس علیہ السّلام پر ایمان لائے، یہ عذاب سے نجات پائیں گے۔ قراٰنِ پاک میں ہے: ﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ(۱۲۷) اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ(۱۲۸)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پیش کئے جائیں گے مگر اللہ کے چُنے ہوئے بندے۔(پ23، الصّٰٓفّٰت:127، 128)

اللہ پاک نے آپ علیہ السّلام کو بہت سے معجزات سے نوازا جیسے پہاڑوں اور حیوانات کو آپ کے لئے مسخر فرمادیا، آپ علیہ السّلام کو ستر انبیائے کرام کی طاقت بخش دی غضب و جلال اور قوت و طاقت میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ہم پلہ بنادیا۔
(صاوی، الصّٰٓفّٰت، تحت الآیۃ:123، ص1749)

حضرت خضر علیہ السّلام کی طرح آپ علیہ السّلام بھی زندہ ہیں مؤرخین اور مفسرین نے اس بات پر تفصیل سے کلام کیا ہے کہ آپ علیہ السّلام زندہ ہیں اور قربِ قیامت وصال فرمائیں گے۔

اللہ پاک ہمیں انبیائے کرام کی سیرت پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

قتلِ ناحق کی مذمت احادیث کی روشنی میں

ضمیر احمد عطاری
(درجۂ سادسہ مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور)

اسلام دینِ فطرت ہے، مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کرنا خلافِ فطرتِ سلیمہ ہے لہٰذا اسلام نے قتلِ ناحق کی شدید مذمت کی ہے چنانچہ اللہ پاک قراٰنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا(۹۳)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب۔(پ5، النسآء:93)

قراٰنِ مجید کے علاوہ کئی فرامینِ مصطفےٰ قتلِ ناحق کی مذمت پر دلالت کرتے ہیں، ان میں سے 4 ملاحظہ کیجئے:

1 دنیا کے مٹ جانے سے بڑا سانحہ اللہ پاک کے نزدیک پوری کائنات کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتلِ ناحق سے ہلکا ہے۔(موسوعہ ابن ابی الدنیا، 6/234، حدیث:231)

2 عبادت قبول نہ ہو جس شخص نے کسی مؤمن کو ظلماً ناحق قتل کیا تو اللہ پاک اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔(ابو داؤد، 4/139، حدیث:4270)

3 مقتول قاتل کو گریبان سے پکڑے گا بارگاہِ الٰہی میں مقتول اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے حاضر ہوگا جبکہ اس کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس سے پوچھ، اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اللہ پاک قاتل سے دریافت فرمائے گا: تُو نے اسے کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں نے اسے فلاں کی عزّت کے لئے قتل کیا، اسے کہا جائے گا: عزّت تو اللہ ہی کے لئے ہے۔
(معجم اوسط، 1/224، حدیث:766)

4 سب سے پہلے قتلِ ناحق کا فیصلہ قیامت کے دن سب سے پہلے خونِ ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔(مسلم، ص711، حدیث:4381)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: خیال رہے کہ عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوقُ العباد میں پہلے قتل و خون کا یا نیکیوں میں پہلے نماز کا حساب ہے اور گناہوں میں پہلے قتل کا۔(مراٰۃ المناجیح، 2/306، 307)

ہمارا معاشرہ جہاں دیگر بہت سی برائیوں کی لپیٹ میں ہے وہیں قتلِ ناحق بھی معاشرے میں بڑھتا جارہا ہے۔ ذرا سی بات پر جھگڑا کیا ہوا اور نادان فوراً ہی قتل پر اُتر آتے ہیں، وراثت کی تقسیم پر جھگڑا، بچوں کی لڑائی پر جھگڑا، جانور دوسرے کی زمین میں کچھ نقصان کردے تو جھگڑا، کسی کی کار یا موٹر سائیکل سے ٹکر ہو جائے اگرچہ نقصان کچھ بھی نہ ہو پھر بھی جھگڑا، بعض

اوقات اس جھگڑے کی انتہا قتل ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت واپس آچکا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کریں، اپنے اندر صبر، حوصلہ اور برداشت کا جذبہ پیدا کریں، خوفِ خدا، عشقِ مصطفےٰ اور جہنم کا ڈر اگر ہر دل میں پیدا ہو جائے تو معاشرے کو اس بُرے مرض سے نکلنے میں دیر نہیں لگے گی۔

اللہ پاک ہمارے معاشرے سے اس کبیرہ گناہ کا خاتمہ فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

حاکم کے حقوق

ابو ثوبان عبد الرحمٰن عطّاری

(درجۂ سابعہ مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور)

کسی بھی معاشرے میں زندگی کے معاملات کو صحیح طور پر چلانے کے لئے ایک حاکم یا امیر کا ہونا ضروری ہے، شہری زندگی ہو یا دیہاتی، بغیر حاکم و امیر کے کسی بھی جگہ کا نظام دُرست نہیں رہ سکتا اور کوئی بھی حاکم معاشرے میں امن و امان اس وقت تک قائم نہیں کر سکتا جب تک کہ اسے رعایا کا تعاون حاصل نہ ہو۔ اگر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہو گا کہ کسی بھی معاشرے کے اندر بدامنی کے پھیلنے میں سب سے بڑا دخل حاکم اور محکوم کی اپنی اپنی ذمہ داری اور اپنے اوپر واجبی حقوق کو ادا کرنے میں کوتاہی ہے، اس لئے اس امر کی معرفت ضروری ہے کہ حاکم و محکوم اپنے فرائض وواجبات کو پہچانیں۔ اسی کے پیشِ نظر رعایا پر حاکم کے چند حقوق ذکر کئے جا رہے ہیں ملاحظہ کیجئے: اللہ پاک نے اپنی کتاب قراٰنِ کریم میں یہ حکم ارشاد فرمایا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (پ5، النسآء: 59)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان حکمرانوں کی اطاعت کا بھی حکم ہے جب تک وہ حق کے موافق رہیں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

(صراط الجنان، 2/230)

حاکمِ اسلام کے 5 حقوق

1 اطاعت کرنا حاکمِ اسلام کی اطاعت و فرمانبرداری ہر فردِ بشر پر واجب ہے بشرطیکہ اس کا حکم شریعت کے مطابق ہو۔ جیسا کہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(بخاری، 2/297، حدیث: 2957)

2، 3 اچھائی پر شکر اور بُرائی پر صبر کرنا رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: حاکمِ اسلام زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور جب وہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اُس کے لئے اجر ہے اور تم پر شکر لازم ہے اور اگر بُرا سلوک کرے تو اس کا گناہ اُس پر ہے اور تمہارے لئے صبر ہے۔

(شعب الایمان، 6/15، حدیث: 7369)

4 ان کی عزت کرنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے: سلاطین کی عزت و توقیر کرو کیونکہ جب تک یہ عدل کریں گے یہ زمین پر اللہ پاک کی قوت اور سایہ ہوں گے۔ (دین و دنیا کی انوکھی باتیں، 1/187)

5 خیر خواہی حاکمِ اسلام کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کیا جائے، اگر کوئی کوتاہی نظر آئے تو احسن طریقے سے انہیں متنبہ کیا جائے، انہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو صحیح، سچے اور اچھے انداز میں مشورہ دیا جائے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

(پ14، النحل: 125)

اللہ پاک ہمیں ان حقوق پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلے میں موصول 158 مضامین کے مؤلفین

لاہور: سید عبد القدیر عطّاری، سید عبد النبی مصطفٰی عطّاری، محمد مزمل نقشبندی، محمد ذیشان، حافظ محمد حماس، اویس ثناء اللہ، حافظ محمد خضر عطّاری، احمد وحید عطّاری، تنویر مشتاق، حماد رضا عطّاری، محمد ابو بکر رضوی، محمد حیدر علی عطّاری، محمد ذیشان چشتی نظامی، محمد عامر، محمد عبد اللہ، محمد عرفان رضا، محمد علی رضا، محمد متین، انس رضا عطّاری، حافظ معراج محمد، محمد توثیق، محمد شاہد رسول، محمد طیب عطّاری، محمد احسان، محمد محسن عطّاری، زین علی عطّاری، محمد مدثر عطّاری، صفی الرحمٰن عطّاری، ضمیر احمد رضا عطّاری، ابو بکر مدنی، محمد اسد جاوید عطّاری، محمد حمزہ حمید، عبد الرحمن عطّاری، شہاب الدین عطّاری قادری رضوی، محمد ثوبان عطّاری، محمد عمر فاروق عطّاری، محبوب عطّاری، ذوالقرنین، ابو کفیل محمد جمیل عطّاری، محمد اسامہ عطّاری، محمد عدیل عطّاری، اشتیاق احمد عطّاری، محمد بلال منظور، تنویر احمد عطّاری، عبد الرحیم عطّاری، ارسلان حسن عطّاری، آصف، افتخار احمد عطّاری، اللہ دتہ، اویس حیدر عطّاری، ذیشان علی عطّاری، زین ذوالفقار، عبد الرحمٰن امجد، عبد المنان عطّاری، فیضانِ علی، قاری محمد احمد رضا، کلیم اللہ چشتی عطّاری، محمد احمد عطّاری، امیر حمزہ رضوی، محمد رضا، محمد شاہزیب سلیم عطّاری، محمد عمر ریاض، محمد مبین علی، محمد مجاہد رضا قادری، محمد مدثر رضوی عطّاری، محمد ہارون عطّاری، احمد رضا محمد اکرم، احمد افتخار عطّاری، امان اللہ، حمزہ بنارس، زین العابدین، ضیاء المصطفٰی، علی اکبر، محمد احمد حسن، محمد بلال اسلم، محمد سر فراز عطّاری، محمد شعبان، محمد عاقب، محمد قمر شہزاد، محمد مبشر عبد الرزاق، محسن رضا، محمد محسن علی، مدثر غلام عباس، مزمل حسن خان، حافظ محمد انس عطّاری بن مقبول احمد، عبد الحنان بن مقبول احمد، حسنین بن اکبر، راشد علی، گلزار حسین، محمد عدیل شفیق عطّاری، علی رضا، غلام مرسلین عطّاری، کاشف علی عطّاری، سر فراز، سید یونس، ظہور احمد عُمرانی، محمد احمد رضا عطّاری، محمد اسد بن اشفاق عطّاری، محمد عثمان سعید، وقاص، وقاص جمیل عطّاری، حافظ مبین ضمیر رضوی عطّاری، محمد جنید، حسن فرید، سر فراز غلام یسین، صبیح اسد عطّاری، عظمت فرید، محمد احسان، محمد آفتاب اعجاز عطّاری، ابو واصف محمد کاشف عطّاری، محمد مبشر رضا قادری، محمد معین عطّاری، محمد یاسر رضا عطّاری، مسعود احمد، حافظ محمد احمد عدنان، محمد اسامہ عطّاری، ابو عارف علی عطّاری، قاسم چوہدری، احمد رضا مدنی، حافظ منیب حسن، حسیب محمد، عمران، محمد علی حیدر ہاشمی، عبد العلی مدنی، عبد الکریم آصف، محمد ولید احمد عطّاری، حمزہ رسول، محمد حسان، محمد روحیل عطّاری، محمد عباس عطّاری۔ **کراچی:** اسید رضا عطّاری، اشفاق احمد جوکھیو، سکندر رضا عطّاری، عبد الرحمٰن سلیم عطّاری، محمد اسماعیل عطّاری، اویس منظور عطّاری، محمد اسامہ عطّاری مدنی، محمد جمیل انجم مدنی، محمد راشد مدنی، محمد معید، حافظ محمد حنین قادری، محمد حمزہ رضا۔ **سیالکوٹ:** امیر حمزہ، مدثر حسین۔ **گجرات:** عبید رضا، محمد لیاقت علی قادری رضوی۔ **متفرق شہر:** ذکوان عطّاری (مظفر پورہ سیالکوٹ)، محمد طلحٰہ خان عطّاری (راولپنڈی)، احمد مرتضٰی عطّاری (اٹک)، عبد مصطفٰی محمد طلحہ (خانیوال)، فہد ریاض عطّاری (ملتان)، سید عمر گیلانی (نارووال)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے جولائی 2024ء

مقابلہ نمبر: 53 — صرف اسلامی بھائیوں کے لئے

01 حضرت یوسف علیہ السّلام کی قراٰنی صفات
02 چغلی کی مذمت احادیث کی روشنی میں
03 حرمِ مدینہ کے حقوق

+923012619734

مقابلہ نمبر: 25 — صرف اسلامی بہنوں کے لئے

01 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اہلِ بیت سے محبت
02 والدین کی فرمانبرداری
03 والدین کے 5 حقوق

+923486422931

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 اپریل 2024ء

آپ کے تأثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

شخصیات کے تأثرات

1 بنتِ یونس عطاریہ مدنیہ (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز، فیصل آباد): "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" اپنی مثال آپ ہے، اس میں بدلتے ہوئے مختلف موضوعات بہت متأثر کرتے ہیں جیسے بہت سی کتابیں ایک ساتھ پڑھ رہے ہوں۔ میرا مشورہ ہے کہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں "پروفیشنلز کی تربیت" کے حوالے سے ایک مضمون شامل کیا جائے جسے پڑھ کر وہ اپنی پروفیشنل لائف میں اپلائی کرسکیں۔

متفرق تأثرات وتجاویز

2 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں **درسِ حدیث** کا سلسلہ لَاجواب ہے، ہم سب گھر والے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا انتظار کرتے ہیں۔ (حق نواز، ماڑی انڈس، میانوالی، پنجاب) 3 مَاشَآءَ اللہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھنے سے بہت زیادہ علمِ دین حاصل ہوتا ہے، اس سے قراٰن وحدیث سمجھنے کا موقع مل رہا ہے، اللہ پاک مجلس ماہنامہ کے تمام اراکین کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے، اٰمین۔ (محمد ذیشان، جامعۃ المدینہ میانوالی، پنجاب) 4 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" پڑھنے کی سعادت ملتی ہے، اس میں بہت اچھے اچھے مضامین ہوتے ہیں۔ (محمد عبد اللہ، بستی ملوک، پنجاب) 5 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" سے بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے، مجلس سے عرض ہے کہ اس میں **اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل** زیادہ سے زیادہ شامل کئے جائیں۔ (اویس اقبال، شکر گڑھ، پنجاب) 6 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" علم کا خزانہ ہے، مجھے اس میں سلسلہ **دارُالافتاء اہلسنّت** بہت اچھا لگتا ہے۔ (فاروق احمد، ڈیرہ اسماعیل خان، خیبر پختونخواہ) 7 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" سے بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے اور گھر بیٹھے علمِ دین میں اضافہ ہو رہا ہے، بچے **سبق آموز کہانیاں** بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ (بنتِ رفیق، کراچی) 8 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں مجھے **بزرگانِ دین کی سیرت** کے مضامین اور **بچوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ** کے مضامین بہت اچھے لگتے ہیں۔ (بنتِ عنایت اللہ، کراچی) 9 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں بچوں کے لئے بہت اچھی کہانیاں شامل کی جارہی ہیں، جس سے بچوں کو بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، اور **اسلامی بہنوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ** بھی بہت اچھا ہوتا ہے۔ (بنتِ محمد عابد، لاہور) 10 "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" سے ہمیں بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں، بہت سے صحابہ کے وصال کی تاریخیں معلوم ہوئیں اور ماہِ رجب کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوا ہے جو ہمیں پہلے معلوم نہیں تھا۔ (اُمِّ علی، سرگودھا) 11 میں "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شوق سے پڑھتی ہوں، اس سے مجھے بہت سارا علمِ دین سیکھنے کو ملتا ہے، اس میں شامل قراٰن وحدیث، بزرگانِ دین کی سیرت اور صحت و تندرستی کے مضامین مجھے بہت پسند ہیں۔ (بنتِ اکبر عطاریہ، گوجرہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

آؤ بچو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

بہترین لوگ

مولانا محمد جاوید عطاری مَدَنی*

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَشْرَافُ اُمَّتِی حَمَلَةُ الْقُرْآن یعنی قراٰن اٹھانے والے میری امت کے بہترین لوگ ہیں۔(معجم کبیر، 12/97، حدیث:12662)

مشہور مفسر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: قرآن اٹھانے والوں سے مراد قرآن کے حافظ ہیں یا اس کے محافظ ہیں یعنی حفاظ یا علمائے کرام کہ ان دونوں کے بڑے درجے ہیں۔(دیکھئے: مراٰۃ المناجیح، 2/262)

قراٰنِ کریم حفظ کرنے کی بہت ساری برکتیں ہیں، سب سے بڑی اور اہم بات یہ کہ قراٰنِ کریم حفظ کرنا اللہ و رسول کی رضا کا سبب ہے، حافظِ قراٰن کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی، حافظِ قراٰن قیامت کے دن اپنے گھر والوں کی سفارش کرے گا۔

اچھے بچو! آپ کو بھی چاہئے کہ یہ برکتیں پانے کے لئے قراٰنِ کریم حفظ کریں، جو بچے پہلے سے ہی قراٰنِ کریم حفظ کر رہے ہیں ان کو چاہئے کہ اچھے انداز میں، دل لگا کر، خوب محنت سے حفظ کریں۔

اسلامی مہینا شوال جاری و ساری ہے، یہ اسلامی سال کا دسواں مہینا ہے، اس مہینے کی 10 تاریخ کو اسلام کے بہت بڑے عالمِ دین پیدا ہوئے تھے جنہیں اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑے مفتی و عالم ہونے کے ساتھ ساتھ حافظِ قراٰن بھی تھے اور انہوں نے صرف ایک ماہ میں قراٰنِ کریم مکمل حفظ کر لیا تھا۔

اللہ پاک ہمیں قراٰنِ کریم کی برکتیں عطا فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حروف ملائیے!

مدینۂ منورہ سے 3 میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے جس کا نام "اُحُد" ہے۔ یہ وہ ہی پہاڑ ہے جس کے بارے میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُحُدٌ ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یعنی اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں۔(بخاری، 2/278، حدیث:2889)

اسی پہاڑ کے پاس جنگِ اُحد ہوئی تھی جس میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سمیت 70 صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شہادت پائی۔

پیارے بچو! اسلام اور کفر کے درمیان لڑی جانے والی 5 جنگوں کے نام آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف ملا کر تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "اُحُد" تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔

تلاش کئے جانے والے 5 نام یہ ہیں: 1 بدر 2 اَحْزاب 3 خیبر 4 حنین 5 تبوک۔

ق	ز	ح	ہ	ن	ی	ز	و	ر
ع	ف	ن	س	ی	ن	ا	م	ل
ر	ب	ی	خ	ف	ا	ع	ب	ع
ز	ل	ن	ز	ن	ت	ک	ر	ب
ف	چ	ن	ہ	د	ح	ا	ق	ط
ر	ل	س	ت	ب	ا	ز	ح	ا
ح	د	ی	ب	ن	د	ل	ح	ھ
م	ا	ہ	د	و	ا	ع	ق	س
ر	د	ب	ک	ح	م	ث	ع	ء

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ہمدردی

مولانا ابو شیبان عطاری مدنی*

آپی۔۔۔ آپی۔۔۔! جلدی سے کھانا لگا دیجئے مجھے بہت تیز بھوک لگ رہی ہے۔ ننھے میاں آپی آپی پکارتے کچن میں آئے تو آپی کے علاوہ امی سے بھی سامنا ہوا۔

ننھے میاں! میں کچھ دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں کہ آپ اسکول سے آتے ہیں تو یونیفارم تبدیل کرنے اور فریش ہونے سے پہلے ہی بھوک بھوک کا شور مچاتے اور کھانے کھانے کی رَٹ لگا دیتے ہیں۔ خیریت تو ہے نا! امی نے Good manners یاد دلاتے ہوئے کہا۔

جبکہ آج کل تو ننھے میاں اسکول لنچ کا بھی پورا پورا صفایا کر رہے ہیں، ورنہ پہلے تو آدھا لنچ بچا دیا کرتے تھے، کہیں ان کے پیٹ میں کیڑے تو نہیں ہو گئے؟ آپی نے بھی مذاق اور سنجیدگی کے ملے جلے تأثرات کا اظہار کیا۔

ارے اللہ نہ کرے! کیسی باتیں کر رہی ہو تم اور کیوں میرے بیٹے کو ماں بیٹی مل کر ڈانٹ پلائے جا رہے ہو، جایئے! ننھے میاں جلدی سے یونیفارم تبدیل کرکے فریش ہو لیں، تب تک کھانا بھی لگ چکا ہو گا، دادی نے آتے ہی لاڈلے ننھے میاں کی حمایت و طرف داری کی تو ننھے میاں وہاں سے کھسک لئے۔

تھوڑی دیر بعد سب دستر خوان پر بیٹھے کوفتہ کڑی سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ دادی جان بولیں: ننھے میاں! کھانے کے بعد میرے کمرے میں آیئے گا، آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔

جی دادی جان! ننھے میاں نے ادب سے جواب دیا۔

ننھے میاں کھانے سے فارغ ہو کر کھانے کے بعد کا وضو کرتے ہی دادی جان کے کمرے میں پہنچ گئے اور دادی کے کہنے پر ان کے قریب ہی بیٹھ گئے۔

دادی جان: بیٹا آپ کے کچن سے جانے کے بعد آپ کی امی نے مجھے کچھ باتیں بتائی ہیں، ایک یہ کہ آپ پہلے لنچ بچا کر لے آتے تھے مگر اب پورا ختم کر لیتے ہیں حالانکہ وہ آپ کی ضرورت سے زیادہ ہی ہوتا ہے مگر اس کے باوجود آپ گھر آتے ہی شدید بھوک کا اظہار کرتے ہیں، دوسری یہ کہ آپ کے پاس سے پنسل، ربڑ، شاپنر وغیرہ اسٹیشنری کا سامان بھی آئے دن اسکول میں ہی غائب ہو جاتا ہے، تیسری یہ کہ آپ کچھ دنوں سے اداس اداس بھی رہنے لگے ہیں۔ بیٹا! اگر آپ کو کوئی پریشانی ہے یا آپ ہم سے کوئی بات چھپا رہے ہیں تو بتایئے! شاید ہم آپ کی کچھ مدد کر سکیں۔

ننھے میاں: دادی جان! بات یہ ہے کہ میں اپنا لنچ اور اسٹیشنری اپنے کلاس فرینڈ حُذیفہ کے ساتھ شیئر کرتا ہوں کیونکہ وہ کچھ دنوں سے لنچ نہیں لا رہا تھا، سب بچے اپنا اپنا لنچ کرتے تو حُذیفہ Head down کئے رہتا، ایک بار میں نے مسلسل لنچ نہ لانے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا: میرے بابا کو دو مہینے سے کوئی کام نہیں مل رہا، ہمارے معاملات کافی Disturb ہو چکے ہیں اسی لئے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

امی جان اسکول کے لئے علیحدہ سے لنچ نہیں دے پا رہیں اور ابو جان اسٹیشنری کا سامان بھی نہیں دلوا پا رہے۔

دادی جان: آپ کے اُداس رہنے کی وجہ تو اب بھی سمجھ نہیں آسکی۔

ننھے میاں: دادی جان اداسی کی وجہ یہ ہے کہ حذیفہ نے بتایا ہے: میرے بابا جان پچھلے دو ماہ سے اسکول فیس Submit نہیں کر واسکے تو شاید اب میر ا ایڈمیشن کینسل کر دیا جائے گا۔

دادی جان: ننھے میاں! کسی سے ہمدردی کرنا اور اس کی پریشانی دور کرنا تو بہت اچھی بات ہے بلکہ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشاد ہے: جو کسی مؤمن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کرے گا، اللہ پاک اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور فرمائے گا، جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا، اللہ پاک اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمادے گا۔ (مسلم، ص1069، حدیث:6578)

مگر ننھے میاں آپ بچے ہیں، آپ کو چاہئے تھا کہ خود سے مدد کرنے کے بجائے گھر کے بڑوں کو بتاتے، تاکہ بڑے ہی مدد کا کوئی صحیح طریقہ اختیار کرتے۔

ننھے میاں: سوری دادی جان! آئندہ میں خیال رکھوں گا۔ ان شآءَ اللہ

دادی جان: شاباش! اب جائیے میں آپ کے بابا جان سے اس بارے میں بات کر کے کوئی حل نکالوں گی۔

ننھے میاں: (مسکراتے ہوئے) شکریہ دادی جان!

تین دن بعد ابو ننھے میاں کو بتا رہے تھے: بیٹا! حُذیفہ کے بابا جان اب میری کمپنی میں جاب کر رہے ہیں، اب اس کا ایڈمیشن کینسل نہیں ہو گا، اس لئے اب آپ کو اداس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، مگر آپ حذیفہ یا کسی بھی بچے کو یہ بات مَت بتائیے گا۔

ننھے میاں: جی بابا جان! میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

1 صرف ایک ماہ میں قراٰنِ کریم مکمل حفظ کر لیا۔ 2 اُحُد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں۔ 3 درخت وپتھر اور جانور دینی احکام کے پابند نہیں۔ 4 میں اپنا لنچ اور اسٹیشنری اپنے کلاس فرینڈ حُذیفہ کے ساتھ شیئر کرتا ہوں۔ 5 کسی سے ہمدردی کرنا اور اس کی پریشانی دور کرنا تو بہت اچھی بات ہے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی تین، تین سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

جواب دیجئے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 01: حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو جنّتی عصا کس نبی نے دیا تھا؟

سوال 02: بیتُ المقدس میں کتنے ہزار انبیائے کرام علیہمُ السّلام کی قبور ہیں؟

• جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے • کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے • یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر +923012619734 پر واٹس ایپ کیجئے • 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو چار، چار سو روپے کے چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لئے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنٰی	نسبت
محمد	عبد الکریم	بہت کرم فرمانے والے کا بندہ	اللہ پاک کے صفاتی نام کی طرف لفظِ عبد کی اضافت کے ساتھ
محمد	قاسم رضا	بانٹنے والا	”قاسم“ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام اور ”رضا“ اعلیٰ حضرت کی نسبت
محمد	مُنیر رضا	روشن کرنے والا	”مُنیر“ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام اور ”رضا“ اعلیٰ حضرت کی نسبت

بچیوں کے 3 نام

نام	معنٰی	نسبت
حَسَنہ	نعمت	سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحابیہ کا مبارک نام
خالِدہ	دیر تک رہنے والی	سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحابیہ کا مبارک نام
سُمَیّہ	علامت	سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحابیہ کا مبارک نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اپریل 2024ء)

نام مع ولدیت:---------------- عمر:----- مکمل پتا:----------------

موبائل/واٹس ایپ نمبر:---------------- (1) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------

(2) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------ (3) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------

(4) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------ (5) مضمون کا نام:---------------- صفحہ نمبر:------

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جون 2024ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھئے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اپریل 2024ء)

جواب 1:................ جواب 2:................

نام:................ ولدیت:................ موبائل / واٹس ایپ نمبر:................

مکمل پتا:................

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جون 2024ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

دعوۂ نبوت کی دلیل

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

پیارے بچو! اللہ کریم نے ہمیں اپنے پیارے اور آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و فرمانبر داری کا حکم دیا ہے۔ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان ایسی عظیم ہے کہ جانور، پرندے یہاں تک کہ درخت، پودے بھی آپ کی بات مانتے تھے۔

ایک بار ایک دیہاتی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کیسے جانوں کہ آپ نبی ہیں؟

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا خیال ہے، اگر میں اس کھجور کی شاخ کو بلاؤں اور وہ درخت سے اتر آئے تو کیا تم میرے نبی ہونے کی گواہی دو گے؟

اس اعرابی نے عرض کی: جی ہاں۔

پھر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے بلایا، وہ شاخ زمین پر اتری اور اچھلتی اچھلتی بلکہ بعض روایتوں میں ہے کہ سجدے کرتی ہوئی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے حاضر ہوگئی، پھر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے واپسی کا حکم دیا تو وہ واپس اپنی جگہ چلی گئی۔ اس اعرابی نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ پیارا اور باکمال معجزہ دیکھا تو اللہ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ آئندہ میں کسی بھی معاملے میں آپ کو کبھی نہیں جھٹلاؤں گا پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ (دیکھئے: سبل الہدیٰ والرشاد، 9/499-خصائص الکبریٰ، 2/60)

پیارے بچو! عام طور پر یہ بات ہماری عقل و سمجھ میں نہیں آتی کہ کوئی شخص درخت سے جُڑے پھل یا شاخ کو بلائے تو وہ پھل یا شاخ اس کے پاس چلی آئے مگر یہ واقعہ کسی عام شخص کا نہیں بلکہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معجزہ ہے اور معجزہ تو ہوتا ہی وہ ہے جو عقل کو حیران کر دے۔ اس واقعے سے ہمیں چند باتیں سیکھنے کو ملیں:

◎ اگر کسی معاملے میں کسی کے بارے میں غلط فہمی ہو تو دوسروں سے کہنے سُننے کے بجائے اسی شخص سے رابطہ کرنا چاہئے تاکہ ہماری تسلی ہو اور دوسروں کی غلط افواہوں سے بچ سکیں، جیسا کہ کفار نے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں بڑی غلط باتیں کیں لیکن جو بھی آپ کے پاس آیا وہ حق جان گیا ◎ اگر کوئی ہم سے ہماری بات کا ثبوت یا ہمارے دعوے کی دلیل مانگے تو ناراض ہوئے بغیر اسے مطمئن کرنا چاہئے ◎ کسی کے سامنے دلیل دینے سے پہلے یہ طے کرنا مفید ہوتا ہے کہ کیا فلاں ثبوت و دلیل سے تم مطمئن ہو جاؤ گے جیسے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دیہاتی سے طے فرمایا ◎ صحیح ثبوت ملنے کے بعد بات مان لینا سعادت مندی ہے اور ماننے کے بجائے غلطی پر اڑے رہنا بدبختی ہے ◎ اللہ پاک نے بے جان چیزوں کو بھی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پہچان کی دولت اور حکمِ رسول کی فرماں برداری کی سعادت عطا فرمائی تھی ◎ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اختیارات کے اظہار پر بے ایمان بھی ایمان لے آتے تھے۔

یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھئے! کہ ہماری شریعت میں سجدہ اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کو کرنا جائز و حلال نہیں، درخت و پتھر اور جانور دینی احکام کے پابند نہیں، تبھی ان کا رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سجدہ کرنا احادیث سے ثابت ہے مگر انسانوں کو سختی سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اللہ پاک کے سوا کسی اور کو سجدہ نہ کریں۔

(دیکھئے: ابن ماجہ، 2/411، حدیث: 1852، 1853)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Children and Health

ڈاکٹر ظہور احمد دانش عطاری مدنی*

بچے گھر کی رونق ہوتے ہیں۔ اگر کوئی بچہ بیمار ہو جائے تو والدین بے چین اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے والدین اور اولاد کا آپسی تعلق ہی کچھ ایسا ہے۔ لیکن یہاں ایک بات قابلِ غور ہے کہ والدین صحت اور حفظانِ صحت کے حوالے سے کتنی Awareness رکھتے ہیں؟ اور بچوں کی صحت کے حوالے سے کیا کیا احتیاطی تدابیر کرنی چاہئیں؟ والدین جہاں بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے کوشاں رہتے ہیں وہاں ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی Health کے حوالے سے بھی سنجیدگی اپنائیں۔

قارئینِ کرام! آیئے ہم بچوں کی صحت و حفظانِ صحت کے حوالے سے کچھ Tips جان لیتے ہیں۔

متوازن غذائیں (Balanced Diet)

اپنے بچوں کو متوازن غذا فراہم کریں جس میں پھل، سبزیاں، اناج اور دودھ شامل ہوں۔ نیز میٹھے مشروبات اور زیادہ نمکین کھانے پینے کی چیزوں سے دور رکھیں۔ توانائی کو برقرار رکھنے کیلئے باقاعدگی سے بچوں کو کھانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ کھانا کھانے پر Appreciate بھی کریں۔

جسمانی سرگرمی (Physical Activity)

بچے کی عمر کے مطابق باقاعدہ جسمانی سرگرمی کو فروغ دیں۔ اسکرین ٹائم (ٹی وی اور کمپیوٹر) کو محدود کریں اور ویڈیو گیمز تو کھیلنے ہی نہ دیں البتہ آؤٹ ڈور کھیلنے کی حوصلہ افزائی کریں۔ والدین ایک خاندان کی حیثیت سے بچوں کے ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں میں شامل ہو کر ان کو فزیکل ایکٹیویٹی کا عادی بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔

مناسب نیند (Adequate Sleep)

اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کا بچہ اپنی Age group کے اعتبار سے ٹھیک نیند کرے۔ وقتِ مناسب پر اُسے سُلا دینے کا معمول بنائیں تاکہ اس کی نیند پوری ہو سکے اور کوشش کریں کہ بچّوں کے لئے آرام دہ اور پُر سکون نیند کا ماحول بنائیں۔

حفظانِ صحت (Hygiene)

اپنے بچوں کو حفظانِ صحت کے اچھے طریقے ضرور سکھائیں اور ان اصولوں پر عمل کرنے کی صورت میں بچوں کی حوصلہ افزائی بھی کریں مثلاً بچوں کو ہاتھ دھونے، دانتوں کی صفائی کرنے، ناخن کاٹنے، صاف کپڑے پہننے، غسل کرنے کے حوالے

* مدنی چینل فیضانِ مدینہ، کراچی

سے تربیت دیں اور جب وہ بنا بولے اس پر عمل پیرا ہوں تو آپ تعریف کرکے ان کی حوصلہ افزائی ضرور کردیں تاکہ ان کا صفائی وستھرائی کا جذبہ ٹھنڈا نہ پڑجائے۔

جذبات کی نگہداشت (Emotional Well-Being)

اپنے گھر کو سُکھ چین، محبت اور اپنائیت کا گہوارہ بنائیں۔ بچّوں کے لئے ایک Friendly environment بنائیں۔ جہاں بچہ اپنے مَن کی بات آپ سے کرسکے۔ اپنے آئیڈیاز، اپنے خدشات، اپنی مشکلات پوری Energy کے ساتھ آپ کو بتاسکے یہ اس بچے کی مینٹل ہیلتھ کے لئے بہت ضروری ہے آپ اپنے اندر سننے کا ظرف اور بچے کو کہنے کا حق ضرور دیں تاکہ آپ گاہے گاہے اپنے بچے کے بارے میں جان سکیں کہ وہ کیا سوچتا ہے اور کیا کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے نیز اپنے بچے کو اعصابی طور پر مضبوط کرنے کے لئے ان سے اپنی زندگی کے مشکل حالات کی اسٹوری Share کریں جس میں آپ مشکل سے نکلنے کے طریقے تلاش کرکے مشکل سے نکل گئے تھے۔ تاکہ بچہ مُہم جو بن سکے۔

حفاظت (Safety)

حادثات سے بچنے کے لئے اپنے گھر کو چائلڈ پروف بنائیں۔ عمر کے مطابق کار سیٹ اور سیٹ بیلٹ استعمال کریں۔ اپنے بچے کو حفاظتی اصولوں کے بارے میں تعلیم دیں، جیسا کہ سڑک پار کرنے سے پہلے دونوں طرف دیکھنا، زیبرا کراسنگ سے کراس کرنا وغیرہ۔

صحت کا باقاعدہ معائنہ (Regular Health Check-ups)

بچوں کو چیک اپ کیلئے اطفال کے ماہر ڈاکٹر (Pediatrician) کے پاس باقاعدگی سے لے جانے کا شیڈول بنائیں، صحت کو خراب کرنے والے خدشات کو فوری طور پر حل کریں، بیماری کا دورانیہ طویل نہ ہونے دیں، بیماری کی تشخیص کے بعد علاج میں تاخیر ہرگز نہ کریں۔

نقصان دہ چیزوں کے سرِعام استعمال سے گریز کریں (Avoid using harmful items publically)

آپ کے بچے آپ کی حرکات وسکنات کو دیکھتے ہیں اور آپ کے عمل کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ آپ بچوں کے سامنے اسموکنگ وغیرہ ہرگز نہ کریں بلکہ مشورہ ہے کہ اسموکنگ سے اجتناب ہی کریں، یہ آپ کے لئے بھی اور آپ کی اولاد کے لئے بھی زہرِ قاتل ہے۔

تعلیمی محرک (Educational Initiative)

بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں کے حوالے سے نفسیاتی پہلوؤں کا خیال ضرور رکھیں اس انداز میں ایجوکیشن کو جاری رکھیں کہ بچہ اسکول کے کام، ہوم ورک اور اسائنمنٹ کو بوجھ سمجھ کر نہ کرے بلکہ خوشی خوشی بچہ سیکھنے کی کوشش کرے۔

سماجی میل جول (Social Interaction)

اپنے بچوں کو سوشل بنائیں۔ خاندان، پڑوس، دوست وغیرہ میں سے اچھے لوگوں کے ساتھ میل میلان رکھنے دیں۔ ان لوگوں سے مراسم انہیں سوشل بنادیں گے۔ یہ معاشرے کے ان لوگوں سے کئی چیزیں سیکھیں گے۔ جو مستقبل میں انہیں رَوّیوں کو اسٹڈی کرنے کے حوالے سے معاون ثابت ہوں گی۔

قارئین کرام! ہر بچہ منفرد ہوتا ہے، اور انفرادی ضروریات مختلف ہوسکتی ہیں۔ اب آپ نے غور کرنا ہے کہ آپ کے بچوں کو کس طرح اور کس حوالے سے آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنے بچوں کا خیال رکھیں یہ اللہ کی نعمت ہیں۔ بہترین تعلیم و تربیت یافتہ اور صحت مند اولاد آپ کیلئے بہترین اثاثہ بنے گی۔

اللہ کریم ہمیں اپنی اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت اور ان کی بہترین دیکھ بھال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بیٹی کیوں پیدا ہوئی؟

اُمِّ میلاد عطاریہ*

زمانۂ جاہلیت میں جب کسی شخص کی بیوی کے ہاں بچے کی ولادت کے آثار ظاہر ہوتے تو وہ شخص بچہ پیدا ہو جانے تک اپنی قوم سے چھپا رہتا، پھر اگر اسے معلوم ہوتا کہ بیٹا پیدا ہوا ہے تو وہ خوش ہو جاتا اور اپنی قوم کے سامنے آ جاتا اور جب اسے پتا چلتا کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو وہ غمزدہ ہو جاتا اور شرم کے مارے کئی دنوں تک لوگوں کے سامنے نہ آتا اور اس دوران غور کرتا رہتا کہ اس بیٹی کے ساتھ وہ کیا کرے؟ آیا ذلت برداشت کر کے اس بیٹی کو اپنے پاس رکھے یا اسے زندہ دفن کر دے جیسا کہ مُضَر، خُزَاعہ اور تمیم قبیلے کے کئی لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔[1]

لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے، فی زمانہ مسلمانوں میں بھی بیٹی پیدا ہونے پر غمزدہ ہو جانے، چہرے سے خوشی کا اظہار نہ ہونے، مبارک باد ملنے پر جھینپ جانے، مبارک باد دینے والے کو باتیں سنا دینے، بیٹی کی ولادت کی خوشی میں مٹھائی بانٹنے میں شرم محسوس کرنے، صرف بیٹیاں پیدا ہونے کی وجہ سے ماؤں پر ظلم و ستم کرنے اور انہیں طلاقیں دے دینے تک کی وبا پھوٹ نکلی ہے۔

کراچی میں ایک بیٹی کی شادی ہوئی، 11 ماہ بعد بیٹی ہوئی۔ اسی بات پر اسے مارا جانے لگا اور بالآخر گھر سے نکال دیا گیا۔ لاہور میں ایک بیٹی کی شادی ہوئی، ساس کا مطالبہ تھا کہ بیٹا ہی ہونا چاہئے لہٰذا زبردستی حمل میں الٹرا ساؤنڈ کروایا جس میں بیٹی تشخیص ہوئی تو بے چاری خاتون پر ظلم شروع کر دیا گیا جیسے جنس کا طے کرنا کسی عورت کے بس کی بات ہو۔

یہاں تک کہ جب ولادت ہوئی تو ہونے والی بچی پر بھی ظلم و ستم کیا گیا تین دن کی بچی پر برف کا کٹورا رکھ دیا کہ کسی طرح مر جائے۔ جب کچھ بس نہ چلا تو ساس نے جو خود بھی ایک

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

عورت ہی ہے بیٹے کو کہہ کر زبردستی اپنی بہو کو طلاق دلوادی۔
حالانکہ بیٹی پیدا ہونے اور اس کی پرورش کرنے کے کئی فضائل ہیں، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اللہ پاک اس کے ہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے، وہ آکر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی نازل ہو، پھر اس بیٹی کا اپنے پروں سے اِحاطہ کرلیتے ہیں اور اس کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں ایک کمزور دوسری کمزور سے پیدا ہوئی ہے، جو اس کی کفالت کرے گا تو قیامت کے دن تک اس کی مدد کی جائے گی۔[2]

حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے زندہ دفن نہ کرے، اُسے ذلیل نہ سمجھے اور اپنے بیٹوں کو اس پر ترجیح نہ دے تو اللہ پاک اسے جنت میں داخل کرے گا۔[3]

بیٹی تو اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے۔ پیارے آقا کریم تو اپنی بیٹی سے بہت محبت فرماتے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا کو آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہُ عنہا حُضُور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضِر ہوتیں۔ تو آپ ان کے لئے کھڑے ہوجاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اس پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ ان کو بٹھاتے۔[4]

اے کاش! پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت پر عمل کرنے کا جذبہ ہمارے اندر پیدا ہوجائے۔

وہ شاخ ہے نہ پھول اگر تتلیاں نہ ہوں
وہ گھر بھی کوئی گھر ہے جہاں بچیاں نہ ہوں

بیٹی کی قدر کی جائے تو وہ بہت محبت کرنے والی ہوتی ہے۔ ماں باپ اپنی بیٹی کے ساتھ حسنِ سلوک کریں اسی طرح ساس سسر گھر میں آنے والی بہو کو بیٹی جیسا مان اور عزت دیں تو نہ صرف گھر امن و سکون کا گہوارہ بنا رہے گا بلکہ یہ بیٹی اپنی اولاد کو بھی اپنی ساس اور سسر کی عزت و تکریم اور پیار و محبت کا درس دے گی جس سے نسلیں سنور جائیں گی۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو اور بہو کو اپنانے کے بجائے ظلم و ستم کا برتاؤ کیا جائے تو ساس کو سوچ لینا چاہئے کہ میرے اس طرزِ عمل سے کسی اور کی ایک بیٹی نہیں بلکہ اس سے وابستہ افراد کی دنیا ویران ہونے کے ساتھ آپ کا خاندان بھی اجڑ جائے گا۔

خواتین کی ایک تعداد ہے کہ جب بیٹے کی شادی ہوتی ہے تو بیٹے کی محبت تقسیم ہونے کے بعد وہ اس کو برداشت نہیں کر پاتیں اور بیٹے کا رجحان بہو کی طرف زیادہ دیکھ کر بہو سے حسد کرتی ہیں۔ اور وہ بہو کے خلاف بیٹے کے کان بھرتی رہتی ہیں۔ آہستہ آہستہ اس کے دل میں اپنی بیوی کے لئے نفرت پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر وہ اپنی بیوی کو ذہنی و جسمانی اذیت پہنچاتا ہے اور نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح نند بھائی کی محبت تقسیم ہوجانے پر بھائی کے کان بھرتی رہتی ہے اور یہ بھول جاتی ہے کہ اسے بھی کسی گھر کی بہو بننا ہے، اگر اس کے ساتھ بھی یہ ہی سب معاملات ہوں تو اسے کیسا لگے گا؟

ہم دینِ اسلام کے ماننے والے ہیں، اسلام تو امن و آشتی، تکریمِ انسانی اور احترامِ مسلم کا درس دیتا ہے۔ انسان تو انسان جانوروں پر بھی ظلم کرنے سے منع کرتا ہے۔ اے کاش ہمیں اسلامی تعلیمات کو عملی طور پر اپنانے کا جذبہ مل جائے اور ہم ان تمام باتوں سے اپنے آپ کو بچا کر شریعت کے عین مطابق زندگی گزارنے میں کامیاب ہوجائیں۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) خازن، النحل، تحت الآیۃ:59، 3/127، 128 ملخصاً (2) معجم صغیر، 1/30
(3) ابو داؤد، 4/435، حدیث:5146 (4) ابو داؤد، 4/454، حدیث:5217۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد قاسم عطاری*

1 عورت کے سر سے جدا ہونے والے بالوں کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کے کنگھا کرنے یا سر دھونے میں جو بال سر سے جُدا ہو جائیں، ان کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورتوں کے کنگھا کرنے یا سر دھونے میں جو بال سر سے جُدا ہو جائیں، ان کے بارے میں شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ عورت ان بالوں کو چھپادے یا دفن کر دے تاکہ ان پر کسی اجنبی (غیر محرم) کی نظر نہ پڑے، کیونکہ عورت کے بال ستر میں داخل ہیں، جس کی طرف نظر کرنا، ناجائز ہے اور جس عضو کی طرف نظر کرنا، ناجائز ہو، اس کے بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی انہیں دیکھنا، جائز نہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 اگر بچہ عورت کا دوا سے اُترنے والا دودھ پئے تو رضاعت کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ان مسائل میں کہ

1 جس عورت کا بچہ نہ ہو وہ ایسی دوا کھا کر جس دوا کے کھانے سے دودھ آجاتا ہے کسی بچے کو دودھ پلا دے تو کیا رضاعت ثابت ہو جائے گی؟

2 اگر بچہ گود لینا ہو اور آگے چل کر اس سے پردے وغیرہ کا مسئلہ نہ ہو تو اسے رضاعی بیٹا بنانے کے لیے گواہ کیسے بنانے ہوں گے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

1 اگر دوائی سے دودھ آ گیا تو بھی بچے کو دودھ پلانے سے عورت اور بچے کے مابین رضاعت ثابت ہو جائے گی۔ البتہ اگر وہ عورت شادی شدہ ہو تو اس کا شوہر اس بچے کا رضاعی باپ نہیں ہو گا، اگرچہ اس عورت سے صحبت کی وجہ سے رضاعی بچی اس کے شوہر پر حرام ہو۔ لہٰذا اس دودھ پلانے والی کے شوہر کے رشتہ داروں سے ویسا ہی پردہ ہو گا جیسا اجنبی یا اجنبیہ کا ہوتا ہے۔

اگر دوائی سے واقعی دودھ اتر آئے تو چونکہ حرمت کی اصل دودھ ہے تو جہاں دودھ آنا متصور و ممکن ہو وہاں اس سے حرمت ثابت ہو گی۔ اگرچہ اس عورت کی کبھی اولاد نہ ہوئی ہو بلکہ اگرچہ عورت کنواری ہی کیوں نہ ہو۔ بشرطیکہ خارج ہونے والی شے دودھ ہو اور اگر دودھ نہیں بلکہ سفید رطوبت ہے تو حرمت ثابت نہ ہو گی۔

2 دودھ پلانے کے وقت شوہر اور دو عورتیں گواہ بن سکتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں، البتہ اتنا کیا جائے کہ دودھ پلا کر اس کی تشہیر کر دیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

* نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

www.facebook.com/MuftiQasimAttari/

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں
Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا عمر فیاض عطّاری مَدَنی*

عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں "اجتماع ختم بخاری شریف" کا سلسلہ

امیرِ اہلِ سنت نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا

دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں 27 جنوری 2024ء کو عظیمُ الشان "اجتماع ختم بخاری شریف" کا انعقاد کیا گیا۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قراٰن پاک اور نعتِ رسول مقبول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے ہوا۔ استاذُ الحدیث مفتی محمد حسان عطّاری مدنی نے "بخاری شریف" اور امام بخاری رحمۃُ اللہِ علیہ کی سیرتِ مبارکہ پر روشنی ڈالی اور طلبہ کے سامنے مزید علم حاصل کرنے کے فضائل و آداب پر بیان کیا۔ شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے تقریب میں بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھ کر سنائی اور طلبہ کو خاص نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ درسِ نظامی کرنے کے بعد علمِ دین کا یہ سلسلہ رُکنا نہیں چاہئے بلکہ اس کو جاری رکھا جائے۔

FGRF کی جانب سے اورنگی ٹاؤن سیکٹر 14/B کراچی میں "مدنی کلینک" کا افتتاح کردیا گیا

کلینک میں OPD، لیبارٹری ٹیسٹ اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات فراہم کی جائیں گی

دعوتِ اسلامی کے فلاحی شعبے FGRF کے تحت 20 جنوری 2024ء کو اورنگی ٹاؤن سیکٹر 14/B کراچی (نزد بنگلہ بازار روڈ) میں "مدنی کلینک" کا افتتاح کردیا گیا ہے جہاں مریضوں کو شرعی تقاضوں کے عین مطابق کم فیس میں OPD، لیبارٹری ٹیسٹ اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ کلینک میں مرد و خواتین کے لئے الگ الگ اسٹاف موجود ہے۔ افتتاحی تقریب میں رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبدالحبیب عطّاری نے سنتوں بھرا بیان کیا۔ رکنِ شوریٰ نے بتایا کہ اِن شآءَ اللہ اگلا "مدنی کلینک" کراچی کے علاقے کورنگی میں کھولا جائے گا۔

دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کی مزید جھلکیاں

◉ ماہِ جنوری 2024ء میں افریقی ممالک تنزانیہ اور Liberia، پرتگال کے شہر Vale de Santarem میں مبلغین دعوتِ اسلامی جبکہ Zimbabwe اور Mozambique کے بارڈر پر رکنِ شوریٰ حاجی محمد اطہر عطّاری کی انفرادی کوشش سے چار غیر مسلم کلمۂ طیبہ پڑھ کر دامنِ اسلام سے وابستہ ہوگئے۔ ◉ مدنی مرکز فیضانِ مدینہ فیصل آباد میں "تخصص فی الدعوۃ" کے طلبۂ کرام کا تین دن کا ٹریننگ سیشن ہوا جس میں رکنِ شوریٰ حاجی محمد رفیع عطّاری، نگرانِ مجلس تخصص فی الدعوۃ، اساتذۂ کرام، پاکستان سے مختلف شہروں سے سلیکٹ ہونے والے طلبۂ کرام نے شرکت کی۔ نگرانِ پاکستان مشاورت حاجی محمد شاہد عطّاری نے مختلف موضوعات پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ ◉ حیدر آباد کے علاقے لطیف آباد نمبر 8 کی مارکیٹ میں قائم فیضانِ سنت مسجد سے متصل ڈونیشن سیل آفس اور مکتبۃُ المدینہ کی برانچ کا افتتاح کیا گیا۔ اس سے قبل مسجد میں سنّتوں بھرا اجتماع ہوا جس میں رکنِ شوریٰ حاجی فاروق جیلانی عطّاری نے سنتوں بھرا بیان کیا۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ "دعوتِ اسلامی کے شب و روز"، کراچی

◉ شعبہ خدامُ المساجد و المدارسُ المدینہ کی کاوش سے رینج روڈ، راولپنڈی میں مدرسۃُ المدینہ "گلشنِ فردوس" کا افتتاح کر دیا گیا۔ مدرسۃُ المدینہ کا افتتاح رکنِ شوریٰ حاجی وقارُ المدینہ عطّاری کے ہاتھوں سے ہوا۔ اس موقع پر علاقے کے اسلامی بھائی اور مقامی ذمہ داران دعوت اسلامی موجود تھے۔ ◉ ملائیشیا کے شہر Kuala Lumpur میں نگرانِ انڈونیشیا مشاورت مولانا غلام یاسین عطّاری مدنی اور نگرانِ ملائیشیا مشاورت عمران عطّاری نے دینی ادارے "دارُ المرتضیٰ" میں شیخ حبیب علی زین العابدین شافعی حفظہ اللہ، شیخ حبیب علی السقاف شافعی حفظہ اللہ اور استاد بشیر ملباری شافعی حفظہ اللہ سے ملاقات کی اور انہیں دعوتِ اسلامی کی دینی و فلاحی خدمات سے آگاہ کیا۔ ◉ Colombo سری لنکا کی جامع مسجد فیضانِ رمضان، اٹلی کے شہر Brescia اور Busto Arsizio کے مدنی مراکز فیضانِ مدینہ میں ماہ جنوری میں شعبہ مدنی کورسز (دعوتِ اسلامی) کے تحت "عمرہ کورس"، "کفن دفن کورس"، "طہارت کورس"، "تیمّم کورس" اور "12 دینی کام کورس" منعقد ہوئے جن میں مختلف علاقوں سے عاشقانِ رسول، ذمہ داران اور مبلغینِ دعوتِ اسلامی کی شرکت رہی۔ ◉ 21 جنوری 2024ء کو نونیٹن انگلینڈ میں مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کا افتتاح کر دیا گیا۔ اس موقع پر افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں رکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حاجی خالد عطّاری نے بیان کیا اور تقریب میں شریک اسلامی بھائیوں کو دعوتِ اسلامی کے دینی و فلاحی کاموں میں حصہ لینے کا ذہن دیا۔ ◉ دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام 22 جنوری 2024ء کو ویلز UK کے سٹی نیوپورٹ (Newport) میں مدرسۃُ المدینہ کا افتتاح ہوا۔ اس موقع پر سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں رکنِ شوریٰ حاجی خالد عطّاری نے بیان کیا۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (جنوری 2024ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہُم العالیہ یا آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبید رضا عطّاری مدنی دامت بَرَکَاتُہُم العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں، جنوری 2024ء میں دیئے گئے 4 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی ملاحظہ کیجئے: (1) ارشاداتِ جنید بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ: 26 لاکھ، 90 ہزار 934 (2) شراب کی بوتل: 28 لاکھ، 67 ہزار 390 (3) کاروبار کے بارے میں 13 سوال جواب: 26 لاکھ، 90 ہزار 934 (4) فیضانِ غریب نواز رحمۃُ اللہِ علیہ: 27 لاکھ، 70 ہزار 935۔

جنوری 2024ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے جاری کئے گئے پیغامات کی تفصیل

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہُم العالیہ نے جنوری 2024ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃُ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوتِ اسلامی) کے شعبہ "پیغاماتِ عطّار" کے ذریعے تقریباً 3273 پیغامات جاری فرمائے جن میں 757 تعزیت کے، 2286 عیادت کے جبکہ 230 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات کے ذریعے امیرِ اہلِ سنّت نے بیماروں سے تعزیت کی، انہیں بیماری پر صبر کا ذہن دیا جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مغفرت اور بلندیِ درجات کی دُعا کی۔

"انتقالِ پُر ملال"

5 جنوری 2024ء کو رکنِ شوریٰ حاجی محمد اطہر عطّاری کے والد محترم اور 18 جنوری 2024ء کو رکنِ شوریٰ مولانا حاجی ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی کی والدہ محترمہ کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن!

مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعا گو ہے کہ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں قبر میں دیدارِ مصطفیٰ، حشر میں شفاعتِ مصطفیٰ اور جنت میں رفاقتِ مصطفیٰ عطا فرمائے۔ آمین

دعوتِ اسلامی کی تازہ ترین اپڈیٹس کے لئے وزٹ کیجئے
news.dawateislami.net

شَوَّالُ الْمُکَرَّم کے چند اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
پہلی شوالُ المکرم 43ھ	یومِ وصال صحابیِ رسول، فاتحِ مصر حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1439ھ
پہلی شوالُ المکرم 256ھ	یومِ وصال امیرُ المؤمنین فِی الحدیث، حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438ھ اور "فیضانِ امام بخاری"
5 شوالُ المکرم 617ھ	یومِ وصال مرشدِ خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ عثمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1440ھ
6 شوالُ المکرم 603ھ	یومِ وِصال شہزادۂ غوثِ اعظم، حضرت عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438ھ
10 شوالُ المکرم 1272ھ	یومِ ولادت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفرالمظفر 1439 تا 1445ھ اور "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت"
11 شوالُ المکرم 569ھ	یومِ وِصال لیثُ الاسلام، سلطان نورُ الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438 اور 1439ھ
15 شوالُ المکرم 3ھ	غزوۂ اُحد و شہدائے اُحد اس غزوہ میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت حمزہ سمیت 70 صحابہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438، 1439ھ اور "سیرتِ مصطفٰی، صفحہ 250 تا 283"
شوالُ المکرم 8ھ	غزوۂ حُنَین و شہدائے حُنَین	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1439ھ اور "سیرتِ مصطفٰی، ص453 تا 457"
شوالُ المکرم 38ھ	وصالِ مبارک صحابیِ رسول، حضرت صُہیب بن سِنان رومی رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1439ھ
شوالُ المکرم 54ھ	وصالِ مبارک اُمُّ المؤمنین حضرت سَودہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شوالُ المکرم 1438ھ

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

Monthly Magazine
Faizan-e-Madina
April 2024

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اپریل 2024ء

بُرائی کا چَرچا کرنے سے بچئے!

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

آج کل حالات ایسے ہو چکے ہیں کہ آئے دن بڑی بڑی بُرائیوں کے سینکڑوں واقعات ہوتے ہوں گے، لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بات اُٹھ جاتی اور مشہور ہو جاتی ہے، اِیشو (Issue) بن جاتا ہے اور لوگ اُس پر کلام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جب کوئی خود کشی کرتا ہے تو ہمارے ہاں یہ Trend (یعنی رَواج) ہے کہ خُود کشی کرنے والے کا نام اور عَلاقہ وغیرہ سب اَخبارات میں چھپ جاتا، ٹی وی چینلز پر آجاتا اور سوشل میڈیا پر وائرل ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس طرح کسی کے عیب کو اُچھالنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، مُردے کی غیبت تو زندہ کی غیبت سے زیادہ سخت ہے، کیونکہ زندہ شخص سے مُعاف کروانا ممکن ہے جبکہ مُردہ سے مُعاف کروانا ممکن نہیں۔ (فیض القدیر، 1/562، تحت الحدیث: 852) اسی طرح کسی کے ساتھ بُرا فعل ہو گیا تو اسے بھی میڈیا پر سرِ عام تبصروں کا موضوع بنایا جاتا ہے۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ جس بے چاری کے ساتھ بُرا کام ہوا، ایک صدمہ تو اُسے اِس ظلم کا ہو گا ہی جو مَرتے دَم تک اس کے ساتھ رہے گا، مَزید صدمہ دَر صدمہ شاید یہ ہوتا ہو گا کہ اُس کے ساتھ ہونے والے ظلم کی شہرت بہت ہوتی ہے، جس کو دیکھو اُس پر تبصرہ کر رہا ہوتا ہے اور نام لے لے کر کہتا ہے کہ فُلاں گاؤں یا فُلاں علاقے میں اُس بے چاری کے ساتھ یُوں ہوا۔ اُس بے چاری کو Highlight (یعنی نُمایاں) کر کے مَزید "بے چاری" بنا دیا جاتا ہے۔ کوئی اپنے طور پر قانُون دان تو کوئی سِیاست دان بن جاتا ہے، اور کوئی جج تو کوئی پولیس اَفسر بن بیٹھتا ہے۔ سب اپنے اپنے طور پر مشورے داغ رہے ہوتے ہیں۔ جس بے چاری کے ساتھ مُعاملہ ہوتا ہو گا بے چارے اُس کے خاندان والے لوگوں کو جوابات دے دے کر تھک جاتے اور پریشان ہو جاتے ہوں گے۔ درندے نے جو آبروریزی کی اُس کا صدمہ تو ہوتا ہی ہو گا، مَزید خاندان کی اس اعتبار سے بدنامی کا صدمہ الگ تکلیف دہ ثابت ہوتا ہو گا۔

اَخبارات اور میڈیا والے بھی جو اِس طرح کرتے ہیں وہ غَلَط کرتے ہیں۔ اگر آپ کسی خوفِ خُدا والے عالِمِ دین سے بات کریں گے تو وہ اِنْ شَآءَ اللہ میری تائید کرے گا کہ بات تو صحیح ہے۔ آپ بتائیے کہ جس نے خُود کشی کی ہے، کیا اُس کا خاندان خُوشی سے جُھوم رہا ہو گا کہ میرے بیٹے نے خُود کشی کی ہے، یا میرے بھائی نے خُود کشی کی ہے؟ اُن کی تو حالتیں خراب ہوں گی۔ پھر جب نام لے لے کر اِس بات کا چرچا ہوتا ہو گا تو اُن پر کیا گُزرتی ہو گی! لوگ آآ کر پُوچھتے ہوں گے کہ کیا ہو گیا تھا؟ کیوں خُود کشی کی تھی؟ وغیرہ وغیرہ۔ "زِیادَتی" کے جو واقعات ہو چکے یا ہو رہے ہیں اُن کی جتنی مذمّت کی جائے اُتنی کم ہے، لیکن بعض لوگ اِن واقعات کو اُچھال کر بھی لُطف اُٹھاتے ہوں گے اور بعض لوگ تفریحاً بھی اس طرح کی باتیں کرتے ہوں گے۔ اللہ کریم ہمیں اپنا خوف عطا کرے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

(نوٹ: یہ مضمون 24 محرم الحرام 1442ھ بمطابق 12 ستمبر 2020ء کو ہونے والے مدنی مذاکرے سے تیار کرنے کے بعد امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ سے نوک پلک درست کروا کے پیش کیا گیا ہے۔)

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔
بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

ISBN 978-969-631-974-0
0125764
فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net